ابن تیمیہ

علمائے دیوبند کی نظر میں

دیوبندیوں کا حبیب الامت ابنِ تیمیہ کے بارے میں لکھتا ہے:
"انہوں نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے۔ جہنم کی آگ فنا ہو جائے گی۔ انبیاء کرام گناہوں سے معصوم نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا کوئی مرتبہ اللہ کے نزدیک نہیں۔ اس لیے آپ ﷺ سے توسل بھی جائز نہیں ہے۔ اللہ کے حبیب امام الانبیاء فخر موجودات فداہ ابی و امی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ﷺ کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کو گناہ قرار دیا ہے، اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر کوئی روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لیے جائے تو اس کے لیے نماز میں قصر کی اجازت نہیں" (التوسل بسید الرسل، ص ۴۸)

مرتبہ
ابوعذرا محمد نعیم الدین رفعت برکاتی

ناشر
ماتریدی ریسرچ سینٹر مالیگاؤں

کتاب کانام : ابن تیمیہ علمائے دیوبند کی نظر میں

مرتبہ : ابو عذرا محمد نعیم الدین رفعت برکاتی

معاون : محترم عبد القادر صاحب

کمپوزنگ : محمد رمضان رضاماتریدی

سن اشاعت : بموقع عرس رضوی ۱۴۴۵ھ

صفحات : ۷۰

ناشر : ماتریدی ریسرچ سینٹر،مالیگاؤں

سعید الہیہ مسجد،نیا اسلام پورہ،مالیگاؤں،مہاراشٹر،ہند

+918482952578\+918788386062

نوٹ: تصحیح کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے،تاہم غلطی کا امکان ہے،غلطی نظر آئے تو اطلاع فرمائیں،تاکہ اگلے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔(ادارہ)

فہرست

شرف انتساب

مناظر اسلام

حضرت علامہ مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ

مصنف "رادّ المہند" کے نام

وجملہ متلاشیانِ حق کے نام

ضروری وضاحت

راقم الحروف اپنی علمی بے مائگی اور ادبی اسلوب سے ناواقفی کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ اس کتاب میں راقم الحروف نے نہ تو اپنا نظریہ پیش کیا ہے نہ اپنے علماء و اکابر کا، بلکہ دیوبندیوں وہابیوں ہی کے کتابوں میں موجود عبارات نقل کر کے حسبِ ضرورت ان پر مختصر تبصرے کیے ہیں۔ نیز عبارات و حوالہ جات کے نقل کرنے میں بھی اپنی طرف سے پوری احتیاط برتی گئی ہے، تاہم بتقاضۂ بشریت غلطی کا امکان اب بھی ہے۔ لہٰذا اہلِ علم حضرات کو کہیں کسی قسم کی کوئی خامی یا غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں تا کہ بروقت اس کی اصلاح کر دی جائے۔

rifatbarkati92@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

پیش لفظ

رشید و قاسم کے قائم کردہ "دینِ دیوبندیت" فتنوں کی آماجگاہ ہے ، اور فتنہ پردازوں کی پشت پناہی دیوبندیت کا خاصہ لازمہ ہے،اور یہ کوئی الزام نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف خود انہیں بھی ہے،چنانچہ عاشق الٰہی دیوبندی لکھتا ہے:

"آج کل بعض اہل فکر یوں کہہ رہے ہیں کہ جو نئے فتنے ظاہر ہو رہے ہیں وہ عموماً مدعیان دیوبند ہی میں ہیں، خوارج مزاج بھی دیوبندی، نواصب بھی دیوبندی، فکر ولی اللہی جماعت بھی دیوبندی جو سوشلزم کی داعی ہے،اس مزاج کے طلباء مدارس میں موجود ہیں دیکھیے آگے چل کر کیا بنتا ہے۔" (عقیدۂ حیات الانبیاء علیہم السلام اور قائدین ملت، ص۲٦)

یہ محض اہل فکر ہی نہیں کہہ رہے بلکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ دینِ دیوبندیت "ام الفتن" ہے یہاں سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی نیا فتنہ رونما ہوتا ہی رہتا ہے۔ جب سے دیوبندیت وجود میں آئی ہے تب سے اب تک اس کی کوکھ سے یکے بعد دیگرے مختلف فتنے جنم لیتے رہے ہیں۔ اول تو خود دیوبندیت، نجدیت و وہابیت کی پیداوار ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

"قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، لیکن دونوں کا

سر چشمہ ایک ہے۔ اور دونوں اس تحریک کی پیداوار (ہیں) جسے عرف عام
میں وہابیت کہا جاتا ہے۔" (اقبال کے حضور، ص ۲۶۴)

پھر اس میں رافضیت و خارجیت کے جراثیم پیدا ہونے لگے بلکہ اس کے جراثیم دیوبندیوں میں ابتدا ہی سے سرایت کیے ہوئے ہیں جو بعد میں سر ابھارنے لگے۔ اور پھر دیوبندیت سے فتنے مختلف ناموں سے نکلنے لگے، تبلیغی جماعت ہو یا جماعت اسلامی ،مرزائیت ہو یا غامدیت، مودودیت ہو یا مردودیت، حیاتی ہو یا مماتی،ان سب کے ہند و پاک میں پنپنے میں دینِ دیوبندیت کا کہیں نہ کہیں تعلق ضرور ہے۔ بلکہ بعض کو تو باضابطہ علماء دیوبند کی شہ بھی حاصل ہے۔ دراصل دینِ دیوبندیت سے تعلق رکھنے والے علماء ہوں خواہ عوام، انہیں فتنہ پروری میں شیطان لعین سے بھی زیادہ لطف ملتا ہے اور جس طرح مچھلی بنا پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی، بالکل اسی طرح بغیر فتنہ فساد کے دیوبندیت کی بقا متصور نہیں کی جا سکتی ہے۔

قارئین کرام! فتنہ پردازی میں دیوبندیوں کی غیر معمولی دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ اگر انہیں ان کے اکابر علماء کی تحقیق کے خلاف بھی جانا پڑے تو یہ اس سے قطعی گریز نہیں کرتے، اگرچہ یہ لوگ دعویٰ اپنے اکابر کی تحقیق کے خلاف نہ جانے کا کرتے رہتے ہیں۔ دیوبندیوں کو بالخصوص ساجد خان وہابی دیوبندی کو خواہش پرستی کے ساتھ نام و نمود کا ایسا چسکا لگا ہوا ہے کہ یہ ہمیشہ چرچے ہی میں رہنا پسند کرتے ہیں، جس کی تکمیل کے لیے فتنہ پروری اور متنازعہ شخصیات سے اپنا رشتہ استوار رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ شارٹ کٹ ہے جس کے سہارے زبان زد خاص و عام ہو پانا اور چرچے میں رہ پانا ممکن ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے شاعر نے یہ شعر لکھا ہے:

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بد نام اگر ہوں گے تو کیا نام نہیں ہو گا؟

اس شعر کا صحیح مصداق بالعموم ہر دیوبندی اور بالخصوص ساجد خان وہابی دیوبندی ہے، کیونکہ شہرت طلبی کی حرص میں کسی بھی حد تک گزر جانا ان وہابیوں دیوبندیوں کے لیے عام بات ہے۔ مثلاً ابن تیمیہ ہی کو لے لیجیے، کہ اس کے خلاف علماء دیوبند نے کیا کچھ نہیں لکھا ہے۔ مگر سستی شہرت کے بھوکے پیاسے ساجد خان وہابی دیوبندی نے اپنے علماء و اکابر کی تحریرات و تحقیقات کو پسِ پشت ڈال کر ابھی چند روز قبل ایک سولہ صفحات پر مشتمل رسالہ بنام "شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں" لکھا، جس میں اِبن تیمیہ کی مدح اور اس کا دفاع کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ اور اپنے زعمِ باطل میں بڑا تحقیقی کام سر انجام دیا ہے۔ حالانکہ اس کے علماء و اکابر کی کتب میں اِبن تیمیہ کو مبتدع، گمراہ، گستاخ، زبان دراز، زندیق اور کافر تک قرار دیا ہے حتیٰ کہ جو اس کو شیخ الاسلام کہے اس کی بھی تکفیر کی گئی ہے۔ ان تمام باتوں کے حوالے اسی کتاب میں آپ آئندہ سطور میں اپنے اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ اپنے اس رسالہ میں ساجد خان وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

> "اہلِ بدعت کی کتب و بیانات میں دیکھا کہ ایسی عبقری شخصیت پر سخت طعن و تشنیع کرتے ہیں یہ ظالم اپنی عادت کے مطابق ان کو بھی وہابی اور گستاخ رسول ﷺ کہتے ہیں لہذا مناسب سمجھا کہ بدعت کے گندے حوض کے ان مینڈکوں کے سامنے اسلاف و اکابر کی رائے اس شخص کے متعلق مختصراً پیش کر دی جائیں۔"

(شیخ الاسلام اِبن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص،۲)

اس کے جواب میں اسی کے انداز میں عرض ہے کہ ساجد خان وہابی دیوبندی کی اس عبقری شخصیت پر خود اسی کے وہابی دیوبندی مولویوں نے جو سخت طعن و تشنیع کی ہیں اور ابن تیمیہ کی گستاخیوں کو بیان کیا ہے۔ اس سے تو اس نے کبوتر کی طرح اپنی

آنکھیں بند کر لی ہیں۔ مگر کفر و ضلالت کے گندے متعفن گٹر میں پل رہے اس کیڑے ساجد خان وہابی دیوبندی کے ماؤف دماغ کو ٹھکانے لگانے کے لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اسی کے مولویوں کی ان عبارات کو اس کے سامنے پیش کر دی جائے، جن سے اس کے عبقری شخصیت کا مکروہ چہرہ بے نقاب ہوتا ہے۔

محترم قارئین! اس رسالہ کے صفحہ ۱۴ پر ساجد خان وہابی دیوبندی نے "بریلوی اکابر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ" کا عنوان لگا کر دراصل اپنی بے چارگی کا اظہار کیا ہے۔ آپ کو یہ پڑھ کر ہنسی چھوٹ جائے گی کہ اس عنوان کے تحت ساجد خان وہابی دیوبندی نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا مگر ثابت کچھ نہیں کر پایا، اور بریلوی اکابر کہہ کر جن کے حوالے نقل کیے ہیں، آیا وہ بریلوی ہیں بھی یا نہیں ؟ یہی محل نظر ہے۔ دراصل تجربہ شاہد ہے کہ دیوبندی اگر دھوکہ دھڑی نہ کرے تو اس کی دکان ہی بند ہو جائے گی، کیونکہ دھوکہ دینا ان دیوبندیوں کا شعار بن چکا ہے۔ جب بھی معاملہ کرتے ہیں دھوکہ کرتے ہیں، یہ میں نہیں کہہ رہا، بلکہ خود دیوبندیوں وہابیوں کے مولوی نے اس بات کا انکشاف کیا ہے، چنانچہ ان کا کوئی مولوی ہے جسے یہ لوگ سراج ملت کہتے ہیں، وہ کہتا ہے:

> "مسلمانوں کا دھوکہ دینا شعار ہو گیا ہے مسلمان ہر گناہ میں سب سے آگے ہے، جب بھی معاملہ کرتے ہیں دھوکہ کرتے ہیں۔"

(مجالس سراج ملت، اول، ص ۱۳۴)

اس بات میں کتنی سچائی ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں، ساجد خان وہابی دیوبندی نے اپنے اس رسالہ میں جن کے حوالے "بریلوی اکابر" کہہ کر نقل کیے ہیں وہ کل تین ہیں، جن کے اسماء یہ ہیں:

- ابوالحسن زید فاروقی صاحب
- مفتی غلام سرور قادری صاحب

- نصیر الدین گولڑوی صاحب

یہ ہیں بقول ساجد خان وہابی دیوبندی، بریلوی اکابر۔ جبکہ اول الذکر کو ساجد خان وہابی دیوبندی، بریلوی اکابر تو دور بریلوی ہی ثابت نہیں کر سکتا۔ البتہ دیوبندیوں کا مولانا المحترم ضرور ہے۔ (تفصیل آئندہ سطور پر آرہی ہے) اور نصیر الدین گولڑوی کو بریلوی اکابر کہنا بھی ساجد خان وہابی دیوبندی کا فراڈ اور حقیقت کا منہ چڑھانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس نے خود اپنے بریلوی ہونے کا انکار کر دیا ہے، جس کی گواہی کے لیے کالا حضرت جناب ابوایوب وہابی دیوبندی کو پیش کرتا ہوں، اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

> ”جیسا کہ بریلوی پیر نصیر الدین نصیر صاحب اور پیر سیف الرحمن خراسانی نے بھی کہا ہے وہ بریلوی نہیں۔“

(سفید و سیاہ پر ایک نظر، ص ۴۲)

تو اب کوئی عقل مند دیوبندی وہابی بتائے کہ جب وہ بریلوی ہی نہیں تو بریلوی اکابر کیسے ہو گئے؟ اور رہے ایک مفتی غلام سرور قادری صاحب تو یہ ان کا تفرد ہے جو دیوبندی اصول سے حجت نہیں۔ جیسا کہ عبد الشکور ترمذی دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

> ”تفردات چاہے کسی بھی بڑی شخصیت کے ہوں قابلِ قبول نہیں ہیں۔“ (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص ۱۵)

یونہی ایک اور دیوبندی لکھتا ہے:

> ”تفرد کسی کا بھی ہو، لائق اتباع نہیں ہوا کرتا۔“

(مجلہ صفدر، شمارہ ۱۰۳،۱۰۲/۱ اگست، ستمبر ۲۰۱۹، ص ۴)

اور اس طرح ساجد خان دیوبندی وہابی کا بنایا ہوا مکر و فریب کا یہ گھروندا بکھر کر بے نام و نشاں ہو گیا۔ اور ساجد خان وہابی دیوبندی کی ساری محنت پر پانی پھر گیا۔

قارئین کرام! اب یہ دیکھیں کہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب کو دیوبندیوں وہابیوں

کے نزدیک کیا مقام حاصل ہے، سعید الرحمن علوی دیوبندی لکھتا ہے:

"سجادہ نشین آج کل جو بزرگ ہیں، ان کا نام مولانا ابوالحسن زید فاروقی ہے۔" (شاہ اسماعیل شہید اور ان کے ناقد، ص ۴)

"جن میں مولانا المحترم نے لکھا تھا۔"

(شاہ اسماعیل شہید اور ان کے ناقد، ص ۴)

اور اس کتاب کے مصنف اخلاق حسین قاسمی دیوبندی وہابی نے ان کو بار بار محترم ناقد لکھا ہے۔ دیوبندیوں کے انہی مولانا المحترم اور محترم ناقد صاحب اپنی اسی کتاب (جس کا حوالہ ساجد خان دیوبندی وہابی نے اپنے رسالہ میں دیا ہے) میں ابن تیمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"علامہ ابن تیمیہ نے دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ائمہ کرام اور اولیاء عظام کو دل کھول کر گالیاں دی ہیں، کسی کو شیطان امت کا خطاب دیا، کسی کو اخبث القوم (اپنی جماعت میں زیادہ خبیث) سے یاد کیا ہے اور کسی کو ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم (شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے) کا مصداق بنا کر سر پھاڑنے کی تمنا کی، امام ذہبی اور صلحائے امت کو اس حرام فعل سے رنج ہوا۔"

(ابن تیمیہ اور اس کے ہم عصر علماء، ص ۵۸)

اب ہم انصاف پسند لوگوں سے عرض کرتے ہیں کہ رحلت فرما چکے ائمہ کرام اور اولیاء عظام کو گالیاں دینے والا، ان کو شیطان، خبیث کہہ کر ان کے سر پھاڑنے کی تمنا رکھنے والا بد بخت کیا "شیخ الاسلام" یا کسی طور بزرگ ہو سکتا ہے؟ لیکن حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بزرگوں کو اس قدر گالیاں بکنے پر دیوبندیوں وہابیوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان وہابیوں دیوبندیوں کو اسلافِ اسلام اور محبوبانِ خدا علیہم الرضوان سے ذرہ برابر بھی

محبت و نسبت نہیں، ورنہ جس سے ان دیوبندیوں وہابیوں کو محبت ہوتی ہے اس کے خلاف معمولی بات پر بھی یہ لوگ آپے سے باہر آجاتے ہیں، بطور مثال یہاں دیوبندیوں کی کتب سے دو حوالے اس بات کی تائید میں ہدیۂ قارئین کرتا ہوں، چنانچہ ایک دیوبندی لکھتا ہے:

"حضرت شیخ مدنی کے درس میں ایک طالب علم نے رقعہ لکھا اور اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کو برا بھلا کہا۔ آپ نے رقعہ پڑھتے ہی عینک اتار دی اور اور متوجہ ہو کر فرمایا کہ کس گدھے نے لکھا ہے؟ ہمارے استاذ (شیخ الہند مولانا محمود حسن) تحریک آزادی میں ان کی خدمات کو سراہتے اور تعریف کیا کرتے تھے۔"

(ماہنامہ الشریعہ، جون ۲۰۱۳ء، خصوصی اشاعت، ص ۲۴)

یونہی محمود حسن گنگوہی کہتا ہے:

"ایک مرتبہ میں ریل میں سفر کر رہا تھا ایک صاحب نے پوچھا کہاں جا رہے ہو، میں نے بتایا کہ کانپور جا رہا ہوں، پوچھا کانپور کہاں جاؤ گے۔ میں نے بتایا مدرسہ جامع العلوم ٹپکاپور جامع مسجد میں جاؤں گا، اس پر اس نے کہا اچھا وہ اشرف علی کافر کا مدرسہ۔ میں نے کہا کہ اشرف علی کافر کون؟ میں اس سے واقف نہیں شاید آپ کی والدہ کے دوسرے شوہر کا نام ہو گا۔ پھر کہا مجھ سے غلطی ہوئی، آپ کی والدہ کے دوسرے شوہر کا نام نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی والدہ کے دوسرے شوہر کا نام ہو گا۔ مجھے علم نہیں آپ بتا دیجئے علم کی بات تو چھپانا حرام ہے۔ ہاں حضرت مولانا "اشرفعلی" صاحب تھانوی سے واقف ہوں، اس پر وہ پورے راستہ خاموش رہے کوئی جواب نہیں دیا۔"

(ملفوظات فقیہ الامت، جلد دوم، قسط سابع، ص ۱۳۰)

دیکھ لیا آپ نے؟ جن سے ان دیوبندیوں وہابیوں کو محبت ہوتی ہے ان کے خلاف کچھ بھی سننا پسند نہیں کرتے، اور اگر کوئی کچھ بول دے تو فوراً جوابی کارروائی کر بیٹھتے ہیں، لیکن چونکہ دینِ اسلام کے ائمہ کرام و اولیاء عظام سے ان دیوبندیوں کو برائے نام بھی نسبت اور محبت نہیں، اس لیے ان حضرات کو شیطان، خبیث کہہ کر سر پھوڑنے کی بات کرنے والا ابنِ تیمیہ کے خلاف غم و غصّے کا اظہار کرنے کے بجائے اس کی وکالت کے لیے صفحات سیاہ کرنے بیٹھ گئے۔

محترم قارئین! ساجد خان دیوبندی وہابی کے مذکورہ رسالہ پر اس کے اپنے حلقہ میں کیا شور و غوغا ہوا، یا کس قدر تعریف و تائید حاصل ہوئی مجھے اس کا علم نہیں البتہ اندازہ ضرور ہے کہ کیا کچھ ہوا ہوگا کیونکہ رشید و قاسم کا قائم کردہ دینِ دیوبندیت اور ساجد خان دیوبندی وہابی "اندھیر نگری چوپٹ راجہ" کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

بہر حال! اس سستی شہرت کے بھوکے پیاسے ساجد خان دیوبندی وہابی کے روبرو اس کے اپنے ہی مولویوں کی تحریریں کردی جارہی ہیں تاکہ اسے اپنی حماقت اور اپنی اوقات کا خاطر خواہ اندازہ ہوسکے۔

نوٹ: واضح رہے کہ راقم الحروف یہاں محض ناقل کی حیثیت رکھتا ہے، اور دیوبندی اصول سے بری الذمہ ہے، جیسا کہ عبد الاحد قاسمی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"مسلمہ اصول ہے کہ حوالہ دینے کے بعد ناقل بری الذمہ ہوجاتا ہے۔" (داستان فرار، ص ۱۳۹)

اور ابو الحسنین ہزاروی دیوبندی کی زبان میں کہا جائے تو یہ ہوگا کہ

"ہمارا قصور صرف اتنا ہے کہ ہم نے وہ جو تمہارے گھر کا راز سربستہ تھا غلاف سے نکال کر عوام میں نمایاں کردیا ہے اور بس۔"

(حقیقی دستاویز، ص۲۰)

نیز راقم الحروف اپنے اس رسالہ میں ساجد خان وہابی دیوبندی کو اس کا اپنا ہی وضع کردہ اصول یاد دلانا چاہتا ہے۔ اور اس نے اپنے ایک رسالہ میں جو لکھا ہے وہی اس کے منہ پر مار دیتا ہے،وہ لکھتا ہے:

"میرا یہ رسالہ پڑھنے والا ان کا حلوائی جمعراتی مولوی اس وقت دانت پیس رہا ہو گا اور اسی وہم و خیال میں ہو گا کہ کسی طرح اس رسالے کا جواب لکھا جائے،حالانکہ بندے نے جو کچھ پیش کیا شیخ رحمۃ اللہ علیہ [دیوبندیوں] کی اپنی کتب و مواعظ سے پیش کیا،جب میرا کچھ ہے ہی نہیں تو اسے تسلیم نہ کرنا اور جواب لکھنا گویا شیخ رحمۃ اللہ علیہ [دیوبندیوں کا اپنا ہی] رد کرنا ہوا نہ کہ میرا!!"

(حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات، ص ۱۲،۱۳)

اور ممکن ہے غیض و غضب سے مغلوب ہو کر کوئی دیوبندی،یا خود ساجد خان وہابی دیوبندی جواب کے لیے قلم اٹھانے کی جسارت کرے، تو ایسے میں اسے اپنے گھر کے دیگر اصولوں کے ساتھ یہ اصول بھی یاد رکھنا چاہیے:

"ظاہر بات ہے کہ جب کسی بات میں بزرگوں کا حوالہ آجاتا ہے، تو پھر اس بات کو رد کرنا اپنے بزرگوں سے بغاوت کرنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔"

(حکیم الامت کے سیاسی تفردات، ص۳۱)

نہ تم صدمے ہمیں دیتے ، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

آئینہ

برائے ساجد خان وہابی دیوبندی

قارئین محترم! سستی شہرت کے بھوکے پیاسے ساجد خان دیوبندی وہابی نے ابن تیمیہ پر خامہ فرسائی اور اس کی وکالت میں صفحات کے ساتھ اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرنے سے پہلے اگر اپنے اکابر واصاغر کی کتابوں کو دیکھ لیا ہوتا تو اسے یوں منہ کی کھانی نہیں پڑتی،اس کے مولویوں نے پہلے ہی ابن تیمیہ کے تعلق سے اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ جن سے ابن تیمیہ کی متضاد اور گمراہ شخصیت کا بخوبی اندازہ ہوجاتا۔ اور پھر علماء اہلسنت کی تحریروں سے اسے کوئی شکایت نہ ہوتی، مگر اس اندھے نجدی نے اپنے دیوبندی مولویوں کی کتابوں سے اپنی جہالت وناواقفیت کا ایسا ریکارڈ بنایا ہوا ہے کہ جس کی بنا پر بار بار اسے اپنوں اور غیروں کے ذریعے ذلیل وخوار ہونا پڑتا ہے،بلکہ آئے دن ہوتا ہی رہتا ہے۔ مگر اس کی اسے اب لت پڑ چکی ہے، جس کے نتیجے میں یہ بندہ اپنی حماقت کی وجہ سے خواہ جتنا بھی ذلیل ہوجائے،اس پر کچھ فرق نہیں پڑتا۔

بہر حال!ساجد خان وہابی دیوبندی اپنے اس رسالہ میں لکھتا ہے:

"ابن حجر عسقلانی "الرد الوافر" پر اپنی تقریظ میں امام ابن تیمیہ کے علم اور دین کیلئے ان کی خدمات کا شاندار الفاظ میں اقرار کرتے ہیں اور چند مسائل میں ان کے تفرد کی بنیاد پر ان کے علمی مقام و دین کیلئے ان کی قربانیوں کا انکار کرنے والوں سے سخت بیزاری کا اظہار ان الفاظ میں

کرتے ہیں۔“

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۹)

اِبن حجر عسقلانی کی تقریظ پر ساجد خان وہابی دیوبندی کو زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اِبن حجر عسقلانی کے متعلق حبیب اللہ ڈیروی وہابی دیوبندی نے ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں، جن کو پڑھ کر اس کی ساری خوشی ہوا ہو جائے گی۔ اور سیاہ دل جل کر اور بھی سیاہ ہو جائے گا۔

ابن حجر عسقلانی اور دیوبندی مولوی

حبیب اللہ ڈیروی وہابی دیوبندی اپنے رضاعی بھائی یعنی غیر مقلد وہابی کے رد میں ایک کتاب لکھی، جس میں ابن حجر عسقلانی کے بارے میں جو لکھا ہے وہ ساجد خان وہابی دیوبندی کی آنکھیں کھولنے اور منہ بند کرنے کے لیے کافی ہے، وہ لکھتا ہے:

”امام شافعی کی مدح میں تو حافظ ابن حجر موضوع حدیث بیان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور پھر سکوت کر جاتے ہیں۔“

(نور الصباح، ص ٦٦)

اور ابن حجر عسقلانی، اِبن تیمیہ کے شاگرد خاص ابن قیم کے شاگرد تھے، جیسا کہ غلام رسول مہر دیوبندی نے لکھا ہے:

”حافظ ابن قیم کے شاگرد، حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری۔“

(سیرت امام ابن تیمیہ، ص ٦٣)

تو بقول دیوبندی جو اپنے امام کی مدح میں موضوع حدیث بیان کر دیتے ہوں وہ اپنے استاد کے استاد کی تعریف میں کیا کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ ایسے میں اِبن تیمیہ کی مدح میں کہے گئے ان کے الفاظ و تحریر کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ یہ ہمارے قارئین کے ساتھ

خود ساجد خان وہابی دیوبندی کو بھی خوب پتہ ہو گا۔

اور نہ صرف یہ کہ وہ موضوع حدیث بیان کر دیتے تھے بلکہ بقول دیوبندی وہ صحیح حدیث کو بھی "موضوع" قرار دے دیا کرتے تھے، چنانچہ حبیب اللہ ڈیروی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

پتہ نہیں اس صحیح حدیث کو وہ موضوع کیوں کہتے ہیں شاید کہ ان کے امام کے مذہب کے خلاف ہے۔"

(نوراصباح، صفحہ ٦٦)

نیز لکھتا ہے:

"معلوم نہیں کہ حافظ ابن حجر کے پاس حدیث پرکھنے کا کون سا آلہ ہے شاید کہ یہی ہو کہ جو حدیث موضوع ان کے امام کی مدح میں ہو اور ان کے مذہب کی تائید کرتی ہو تو وہاں بیان کرنے کے بعد خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور جو حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو اس پر کوئی نہ کوئی جرح کر ڈالتے ہیں۔" (ایضاً)

یہی نہیں بلکہ اس دیوبندی نے تو اپنی اسی کتاب "نوالصباح" میں متعدد مقامات پر ابن حجر کی غلطیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور ایک ہی عبارت میں تین تین غلطیاں گنوائی ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے:

"حافظ ابن حجر کی یہ پانچویں غلطی ثابت ہوئی۔" (ایضاً)

یہ بھی دیکھیں، یہی دیوبندی اپنی کتاب میں یہ عنوان لگایا ہے

"حافظ ابن حجر کی ایک عبارت میں تین بڑی غلطیاں ملاحظہ ہوں۔"

(ایضاً، ص ٣٦)

بقول حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی حافظ ابن حجر میں کم فہمی بھی تھی۔ دیکھئے

نور الصباح ص ۳۸

حافظ ابن حجر جلد باز بھی تھے دیکھیے مذکورہ بالا کتاب صفحہ ۱۰۸ میں

محترم قارئین! اب آپ حضرات غور فرمائیں کہ ایسی شخصیت کی تقریظ و تائید کا کیا اعتبار جو بقول دیوبندی، جلد باز ہوں، بڑی بڑی غلطیاں کرتے ہوں، کم فہم بھی ہوں، کسی کی مدح میں موضوع حدیث بیان کر دیتے ہوں اور اپنے مذہب یا امام کے خلاف حدیث پر جرح کر دیتے ہوں اور صحیح حدیث کو بھی موضوع کہہ دیتے ہوں۔

تمام اکابر دیوبند ابن تیمیہ کا رد کرتے ہیں

ساجد خان وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے جب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر تجسیم وغیرہ کا الزام لگا کر ان کا سخت رد کیا تو ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس پر سخت ناراض ہوئے اور ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے کو سخت الفاظ میں رد کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ و ابن قیم جوزیہ کو اکابر اہل سنت میں شمار کیا۔"

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۱۳)

حالانکہ اس کا اپنا ہی دیوبندی مفتی لکھتا ہے کہ ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ پر جسم کا اطلاق جائز قرار دیا ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کا رد کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"ملا علی قاری اور اکابر دیوبند تمام کے تمام ابن تیمیہ کے تفردات پر رد کرتے ہیں اور اس کے عالم اور حافظ ہونے میں کسی کو تردد نہیں ہے ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ پر جسم کا اطلاق جائز قرار دیا ہے۔"

(فتاویٰ فریدیہ،اول، ص ۵۰۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ساجد خان وہابی دیوبندی نے اِبن حجر ہیتمی اور ملا علی قاری علیہم الرضوان کے متعلق جو لکھا ہے،اس کی تکذیب خود اس کے اپنے ہی مفتی نے کر دی۔ اور اب لگے ہاتھوں امام اہلِ بدعت سرفراز گھکڑوی کا یہ ریمارک ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتا ہے:

”کیا آپ کے نزدیک حضرت ملا علی قاری بے ہوش و حواس بات کیا کرتے تھے ؟یا معاذاللہ تعالیٰ مجذوبوں کی طرح بے ہوشی میں کچھ فرما دیا کرتے تھے۔ اگر وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو مسلمانوں کے گھروں میں حاضر تسلیم کرکے آپ کے لیے علم غیب کی صفت مانتے ہیں تو پھر خود ہی باحوالہ کفر کیوں فرماتے ہیں۔“

(تفریح الخواطر، ص ۲۲)

اپنے امام اہلِ بدعت کا جواب ساجد خان وہابی دیوبندی اپنی تحریر اور اپنے مفتی کے فتویٰ کو سامنے رکھ کر دے دے۔

اِبن تیمیہ کی تردید سب سے پہلے کرنے والے

آئندہ سطور پہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اِبن تیمیہ کا رد کن کن حضرات نے کیا، مگر سب سے پہلے اس کی تردید کرنے والے کون ہیں؟اس کے متعلق ادریس کاندھلوی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

”سب سے پہلے شیخ تقی الدین سبکی اور عز بن جماعہ وغیرہما نے اِبن تیمیہ کا رد کیا جو ابن تیمیہ کے ہمعصر اور ہم شہر تھے اور یہ واضح کر دیا کہ اِبن تیمیہ کا مسئلہ طلاق میں تفرد اور شذوذ اِبن تیمیہ کے ان مسائل میں سے ہے

جن میں ابن تیمیہ نے اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ اربعہ کے خلاف کیا ہے اور مذاہب اربعہ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا اور ہر زمانہ میں علماء نے اس مسلک کی تردید میں کتابیں اور رسالے لکھے اور بخاری اور مسلم کے شارحین نے خاص طور پر شرح حدیث میں اس مسلک کا بطلان اور ابن تیمیہ کی تردید کی ہے۔"

(معارف القرآن، جلد ا، ص ۴۳۶)

یہی نہیں، بلکہ اور بھی متعدد علماء نے ابن تیمیہ پر تنقید بلکہ اس کا رد بلیغ کیا ہے، جیسا کہ محمود حسن گنگوہی دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

"امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر ان کے معاصرین امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کافی رد کیا ہے، طبقات سبکی میں ایک مستقل رسالہ رد میں ہے، علامہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مرآۃ الجنان" میں متعدد علماء سے سخت تنقید نقل کی ہے، علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "فتاویٰ حدیثیہ" میں رد بلیغ کیا ہے، ذیل "تذکرۃ الحفاظ" میں بھی رد شدید مذکور ہے۔"

(فتاویٰ محمودیہ، جلد ا، ص ۵۸۸)

اللہ تعالیٰ آسمان سے ایسی بجلی گرائے جو.....

ساجد خان وہابی دیوبندی اپنے محمود حسن دیوبندی وہابی کے ملفوظات کو بھی دیکھ لیتا تو عبرت کے لیے کافی تھا بشرطیکہ ضمیر مرانہ ہو، دیکھیے محمود حسن دیوبندی کیا کہتا ہے:

علامہ ابن حجر مکی شافعی جو ہمایوں بادشاہ کے زمانے میں ہوئے ہیں

اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے بہت بعد میں ہیں حافظ ابن تیمیہ جن کو مقدمہ فیض الباری جلد ا، ص ۴۵ میں حنابلہ سے شمار کیا ہے۔ کے شدید مخالف ہیں، اپنی کتاب فتاویٰ حدیثیہ میں لکھتے ہیں ''لاتصنع الی مافی کتب ابن تیمیة وتلمیذہ ابن قیم الجوزیه ممن التخذ الها مهواہ واضله الله علی علم وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصرہ غشاوۃ''ایک جگہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے ایسی بجلی گرائے جو ابن تیمیہ اور ان کے ہم خیال لوگوں کو جلا کر زمین کو پاک وصاف کر دے علامہ تاج الدین سبکی نے بھی طبقات کبری میں ۳۲ صفحات کے اندر ابن تیمیہ کا رد کیا ہے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ابن تیمیہ کے معتقد تھے مگر فیض الباری ج ۴ میں انھوں نے بھی ان پر رد کیا ہے ۱۸ مقامات پر تو خود میں نے نشان لگایا ہے جن میں ابن تیمیہ کا رد ہے۔

(ملفوظات فقیہ الامت، جلد اول، قسط ثالث، ص ۳۶)

امام تقی الدین سبکی، علامہ یافعی جو کہ متعدد علماء سے سخت تنقید نقل کی، اور علامہ ابن حجر مکی علیہم الرضوان کی سخت تنقید و تردید کا ذکر کرنے والا یہ کوئی بریلوی نہیں بلکہ ''دیوبندیوں ہی کا فقیہ الامت'' ہے۔ علاوہ ازیں دارالعلوم دیوبند کا یہ فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں:

علامہ ان تیمیہ رحمہ اللہ ایک حنبلی المسلک عالم تھے، لیکن عقائد و عبادات سے متعلق بہت سے مسائل میں اُنھوں نے جمہور سے علیحدگی کی تھی، جس پر بہت سے علماء، مثلا: علامہ ابن حجر عسقلانی، ابن حجر ہیتمی، علامہ تاج الدین سبکی، فقیہ ولی الدین العراقی اور تقی الدین سبکی وغیرہ نے سخت رد فرمایا ہے۔

(آن لائن فتاویٰ دار العلوم دیوبند (Fatwa: 1028-999/sd=10/1438

کہاں ہے ساجد خان وہابی دیوبندی؟ دیکھو مرکزِ دینِ دیوبندیت سے ابن تیمیہ کے بارے میں کیا فتویٰ صادر کیا جاچکا ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی کا تعارف

منقولہ بالا عبارات میں آپ نے دیگر ائمہ، فقہاء و محدثین کے علاوہ ایک نام شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ملاحظہ فرمایا، جن کے متعلق ادریس کاندھلوی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"شیخ تقی الدین سبکی حدیث اور فقہ کے مسلم حافظ اور فقیہ ہیں اور حافظ ابن تیمیہ کے ہمعصر ہیں ۷۵۶ھ میں وفات پائی ابن تیمیہ نے جن مسائل میں جمہور امت سے تفرد اور شذوذ کی راہ اختیار کی اور اجماع کی مخالفت کی ان مسائل میں تقی الدین سبکی نے ابن تیمیہ کا رد لکھا اور خوب لکھا۔"

(معارف القرآن، جلد ۳، ص ۲۳، حاشیہ)

اِبن تیمیہ کا رد اس کے شاگرد نے بھی کیا

اِبن تیمیہ کی بے راہ روی اور اس کی گمراہی کو دیکھ کر دیگر حضرات نے اس کی جو تردید کی وہ تو اپنی جگہ مگر بچپن سے اس کی صحبت میں رہنے والے شاگرد نے بھی اس کا رد کیا اور تردید میں کتاب لکھی ہے۔ چنانچہ ادریس کاندھلوی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"حافظ ابن رجب حنبلی جو بچپن سے حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی صحبت میں رہے جب ان پر یہ منکشف ہوا کہ ہمارے استاذ ابن تیمیہ اور ابن قیم بہت سے مسائل میں سلف صالحین کے خلاف ہیں تو اپنی تصانیف میں ان کا رد کیا اور اس مسئلہ یعنی طلاق ثلاث کے بارہ میں ایک خاص کتاب ان

کے رد میں لکھی جس کا نام بیان مشکل الاحادیث الواردۃ فی ان الطلاق الثلث واحدۃ رکھا۔"

(معارف القرآن، جلد ا، ص ۴۳۸)

اِبن تیمیہ کی اوقات انور کشمیری کے نزدیک

انور کشمیری جس کی تعریف میں غلو کرتے ہوئے دیوبندی یہاں تک لکھتے ہیں:

"اسلام کے آخری پانچ سو سال کے علماء کا علم اگر جمع کر لیا جائے تو انور شاہ کے علم کی زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہو گی۔"

(نوادرات امام کشمیری، ص ۱۷)

جبکہ اسی قسم کا دعویٰ ساجد خان وہابی دیوبندی نے اِبن تیمیہ کے متعلق نقل کیا ہے:

"اسلام کے چار سو سال تک اس جیسی عبقری شخصیت نہیں دیکھی گئی"

(شیخ الاسلام اِبن تیمیہ اکابر واسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۱۳)

سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اِبن تیمیہ اور انور کشمیری میں سے زیادہ علم والا دیوبندیوں کے نزدیک کون ہے،اِبن تیمیہ یا انور کشمیری؟ جو بھی ہو،مگر انور کشمیری کے سامنے اِبن تیمیہ کی کیا اوقات ہے،ملاحظہ فرمائیں،احمد رضا بجنوری دیوبندی لکھتا ہے:

"ہمارے حضرت شاہ صاحب نے دیوبند کے زمانہ درس میں بھی فرمایا تھا کہ علامہ اِبن تیمیہ بہت بڑے عالم و متبحر ہیں مگر وہ استقرار و جلوس خداوندی کا عقیدہ لے کر آئیں گے تو ان کو یہاں دارالحدیث میں داخل نہ

ہونے دوں گا۔"　　　(ملفوظات محدث کشمیری، ص ۱۹۳)

اور محمود حسن وہابی دیوبندی کے حوالے سے آپ ماقبل میں ملاحظہ فرما چکے کہ انور کشمیری نے بھی ابن تیمیہ کا رد کیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

"حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ابن تیمیہ کے معتقد تھے مگر فیض الباری ج ۴ میں انھوں نے بھی ان پر رد کیا ہے ۱۸ مقامات پر تو خود میں نے نشان لگایا ہے جن میں ابن تیمیہ کا رد ہے۔"

(ملفوظات فقیہ الامت، جلد اول، قسط ثالث، ص ۳۶)

واقعی حیرت کی بات ہے

دینِ دیوبندیت کے حکیم الامت مجدد ملت اشرفعلی تھانوی دیوبندیوں کے بارے میں کہتا ہے:

"حیرت کی بات ہے کہ وہ ابن تیمیہ کے بھی معتقد ہیں اور حسین ابن منصور کے بھی معتقد کوئی دکھلائے تو ایسے جامع حضرات جو ان دونوں کے معتقد ہوں۔ حسین ابن منصور کو بھی قدس اللہ سرہ کہیں اور ابن تیمیہ کو بھی قدس اللہ سرہ کہیں حالانکہ ان میں اتنا اختلاف ہے کہ اگر دونوں کا آمنا سامنا ہو جائے تو شاید لڑائی ہو جائے۔"

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۱۰، ص ۵۰)

اس قدر دونوں میں اختلاف کے باوجود ان وہابیوں دیوبندیوں کا ان دونوں گروہ کا معتقد ہونا بلا شبہ اس کی دوغلی پالیسی کے تحت ہے اور اس کے پیچھے دیوبندیوں کا ایک بہت ہی گھناؤنا مقصد چھپا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب اولیاء اللہ سے محبت کرنے والوں (یعنی سنیوں) سے بات کریں تو حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کریں اور ان

کے نام کے ساتھ "قدس اللہ سرہ" کہے۔ اور جب غیر مقلدین وہابیوں سے ملیں تو ابن تیمیہ کے قصیدے پڑھیں۔ اور اس بدنامِ زمانہ شخص کے نام کے ساتھ "قدس اللہ سرہ" استعمال کریں۔ ان منافقینِ ہند و پاک (دیوبندیوں) کی فطرت منافقینِ عرب سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ منافقین عرب بھی یہی حرکت کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (سورۃ البقرۃ:۱۴)

اور جب ملتے ہیں وہ (منافقین) ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزا کیا کرتے ہیں۔ (ترجمہ: بیان القرآن، تھانوی)

نیز یہ بھی واضح رہے کہ ایک دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

"اور یہ بھی یاد رہے کہ عقائد میں صرف ایک ہی بات درست ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ عقیدہ کے بارے میں دو مختلف گروہ ہوں اور دونوں کا عقیدہ ٹھیک ہو، یقیناً ایک کا غلط اور دوسرے کا صحیح ہو گا۔"

(مجلہ صفدر گجرات، شمارہ ۱۲، ۱۳، فروری مارچ ۲۰۱۲ء، ص ۲۸)

سہ ماہی قافلۂ حق، دیوبندی اور ابن تیمیہ

سہ ماہی مجلہ قافلۂ حق سرگودھا، جس کا مدیر الیاس گھمن وہابی دیوبندی ہے، اور اس پر زیر سرپرستی میں ان کے نام درج ہیں:

- امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی دیوبندی

- دیوبندیوں کے حضرت اقدس حکیم محمد اختر
- دیوبندیوں کے مرشد العلماء محمد امین شاہ

اس کے شمارہ نمبر ۱، جلد نمبر ۲، ۲۰۰۷ء میں ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے اپنے دو ماہی "زمزم" میں شائع شدہ مضمون کو محمود عالم صفدر دیوبندی نے شائع کیا، جس میں ابوبکر غازی پوری دیوبندی کو ناظم الدین رشیدی دیوبندی مظفر نگری نے لکھا کہ

"ابن تیمیہ کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے، واضح فرمائیں۔"

(قافلہ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۲۳)

اس کے جواب میں ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے جو لکھا ہے اسے بلا تبصرہ نقل کیا جاتا ہے، وہ لکھتا ہے:

"میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ حافظ ابن تیمیہ علم و کمالات میں بے نظیر تھے، کتاب و سنت کے بڑے عالم تھے، مگر جس طرح سے ہر عالم کی بات کو جوں کا توں قبول نہیں کیا جاتا اسی طرح ابن تیمیہ کی باتوں کو بھی کتاب و سنت اور متقدمین اکابر کے عقائد و اعمال کی میزان پر پرکھ کر قبول کیا جائے گا۔ نہ ابن تیمیہ کی ہر بات قابل رد ہوتی ہے نہ ان کی ہر بات قابل قبول ہوتی ہے، ان کا علم و فضل اپنی جگہ پر اور کتاب و سنت پر وسعت نظر اپنی جگہ پر مگر واقعہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ بعض جگہ پر بڑی فاش غلطی کرتے ہیں۔"

(قافلہ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۲۴)

"ان کے افکار و معتقدات میں شذوذ پایا جاتا ہے، بعض باتیں جو اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اجماعی ہوتی ہیں ابن تیمیہ اس کے خلاف جاتے ہیں اور شدت سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ احادیث کے بارے میں بھی ان کا نقطہ

نظر عجیب سا ہے کبھی تو وہ ضعیف سے ضعیف حدیث کو قبول کرتے ہیں اور کبھی صحیح حدیث کا رد کرتے ہیں ان کے ہاں تضادات کی بھرمار ہے، کبھی صوفیا کی تعظیم میں غلو کرتے ہیں، اور کبھی اکابر صوفیہ کی ہتک کر جاتے ہیں اور ان کے بارے میں بڑے سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں، کبھی وہ مقلد نظر آتے ہیں اور کبھی غیر مقلد۔ غرض ابن تیمیہ بڑے عالم تھے مگر وہ حق و باطل کی میزان نہیں تھے کہ جو ان کے عقیدہ اور مسلک پر ہو وہ تو اہل حق اور اہل السنتہ شمار ہو اور جو ان سے اختلاف کرے وہ اہل باطل میں سے شمار ہو اور اہل السنۃ کی جماعت سے باہر ہو۔"

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۲۵)

"حافظ ابن تیمیہ کے بارے میں بعض اکابر علماء اہل السنۃ کی رائے" کے زیر عنوان لکھتا ہے:

"پہلے تو یہ معلوم کیجیے کہ حافظ ابن تیمیہ کے بارے میں بعض اکابر اہل السنتہ کی رائے کیا تھی اور وہ ابن تیمیہ کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔"

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۲۵)

ابن تیمیہ گستاخ اور زبان دراز تھا

علامہ ذہبی علیہ الرحمہ جن کو ساجد خان وہابی دیوبندی نے اپنے اسی رسالہ میں "مؤرخ، مفسر، حجۃ اللہ فی الارض علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہے اور ابن تیمیہ کی تائید میں ان کا حوالہ نقل کیا ہے جبکہ ابوبکر غازی پوری وہابی دیوبندی کے مطابق علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے اعتراف علم کے باوجود ابن تیمیہ کو متکبر، گستاخ، زبان دراز اور اجماعی و اتفاقی مسائل میں مسلک اہل سنت سے الگ کہا ہے۔ اور کیا کچھ کہا ہے ملاحظہ

فرمائیں:

”حافظ ذہبی ابن تیمیہ کے علم کے معترف تھے مگر ان کی یہ رائے تھی کہ ابن تیمیہ میں کبر اور عجب کا مرض تھا اور اکابر اہل السنۃ کے بارے میں وہ گستاخ اور زبان دراز تھے، بہت سے اجماعی اور اتفاقی مسائل میں ابن تیمیہ کا مسلک اہل السنۃ کے مسلک سے الگ تھا۔“

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، سنہ ۲۰۰۷ء ص ۲۵)

نیز ابوبکر غازی پوری وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

”میری نگاہ نے ابن تیمیہ سے وسیع علم والا نہیں دیکھا لیکن اس کے باوجود لوگوں نے جو ان کی تکفیر کی اور تکذیب کی تو اس کی وجہ کبر اور عجب اور ریاست حاصل کرنے کی شدید خواہش اور بڑوں کو حقارت سے دیکھنا ہے۔ آگے چل کر حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ اللہ نے ابن تیمیہ پر ان کے مخالفوں کو ابن تیمیہ کے گناہوں کی وجہ سے مسلط کر دی تھا۔“

(قافلۂ حق، شمارہ ۱، جلد ۲، سنہ ۲۰۰۷ء، ص ۲۶)

غور فرمائیں! علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن تیمیہ کی تکفیر و تکذیب کا ذکر کیا دیگر کن کن حضرات نے ابن تیمیہ کی تکفیر کی؟ آئندہ صفحات پر آنے والا ہے۔ اس کے آگے یہی دیوبندی لکھتا ہے:

”حافظ ذہبی جو ابن تیمیہ کے مخلص اور قدر داں تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ ابن تیمیہ اکابر علماء دین کے بارے میں اور صوفیا کے بارے میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور بہت سے اتفاقی اور اجماعی مسائل میں ان کی ڈگر اہل السنہ سے الگ ہوتی جا رہی ہے تو انہوں نے ابن تیمیہ کو ایک خط لکھا جس میں وہ فرماتے ہیں:

یا خیبة من اتبعك فانه معرض للذندقة و الانحلال لاسیما اذا کان قلیل العلم والدین باطو لیا شهوانیا فهل معظم اتباعك الاقعید مربوط خفیف العقل او عامی کذاب بلید الذهن او غریب و اجسم قوی المکر او کاشف صالح عدیم الفهم فان لم تصدقني ففشهم وزنهم بالعدل

ترجمہ:۔ اس شخص کی نامرادی پر افسوس جو تیری اتباع کرتا ہے اس لیے کہ اندیشہ ہے کہ وہ زندیق ہو جائے اور ملحد ہو جائے، خاص طور پر جب کم علم بھی ہو دین بھی اسکا ناقص ہو شہوت پرست ہو... تیرے پیچھے چلنے والے بیشتر وہ ہیں جو اپاہج ہیں اور رسی میں جکڑے ہوئے ہیں، عقل کے کمزور ہیں یا وہ عامی کذاب اور بے وقوف ہیں، یا سوکھی عقل والے ناسمجھ ہیں۔ اگر تم کو میری بات کا یقین نہ ہو تو ان کا حال معلوم کرو اور انصاف کے ترازو پر ان کو رکھو۔

آگے چل کر حافظ ذہبی لکھتے ہیں اے مسلمان آدمی جس نے اپنی شہوت کے گھوڑے کی لگام کو ڈھیل دی ہے تاکہ تو اپنی تعریف کرے کب تک تو اپنے نفس سے دوستی کرتا رہے گا اور نیک لوگوں سے دشمنی کرتا رہے گا؟ کب تک تو اپنے نفس سے دوستی کرتا رہے گا اور ابرار و صالحین کو حقیر سمجھے گا؟ کب تک تو اپنے نفس کی بڑائی کرتا رہے گا اور اللہ کے بندوں کو کم تر سمجھے گا؟ کب تک تو اسکو اپنا دوست بنائے گا اور اور اہل زہد کو مبغوض جانے گا؟ کب تک تو اپنی باتوں کی ناپسندیدہ انداز میں مدح سرائی کرتا رہے گا؟ کاش تجھ سے بخاری مسلم کی احادیث محفوظ رہتیں۔ تو

ہر وقت صحیحین کی احادیث پر حملہ آور ہوتا ہے کبھی ان کو ضعیف قرار دیتا ہے کبھی تو ان کو باطل گردانتا ہے کبھی ان کی تاویلیں کرتا ہے کبھی تو ان کا انکار کرتا ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ تو باز رہے؟ کیا ابھی وقت نہیں پہنچا ہے کہ تو توبہ وانابت کا اظہار کرے؟ تو ستر کی دھائی میں ہے اور موت کا وقت قریب آچکا ہے خدا کی قسم مجھے امید نہیں کہ تو موت کو یاد کرتا ہے۔ بلکہ جو لوگ موت کو یاد رکھتے ہیں تو انکی تحقیر کرتا ہے۔ مجھے امید نہیں کہ تو میری بات کی طرف توجہ دے گا اور میری نصیحت پر کان دھرے گا۔"

(قافلۂ حق، شمارہ ا، جلد ۲، ۲۰۰۷ء، ص ۲۶، ۲۷، ۲۸)

اِبن تیمیہ، اِبن حجر عسقلانی کی نظر میں

اِبن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اِبن تیمیہ کی تائید میں ساجد خان وہابی دیوبندی نے پیش کیا ہے۔ لیکن ابوبکر غازی پوری وہابی دیوبندی نے اِبن تیمیہ کے خلاف اِبن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کر کے ساجد خان وہابی دیوبندی کے مکر و فریب کے پردے کو چاک کر دیا ہے۔ چنانچہ "حافظ ابن حجر اور ابن تیمیہ" کے زیر عنوان ابوبکر غازی پوری وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"اب سینے فتح الباری کے مولف اور خاتمۃ المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی ابن تیمیہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حافظ ابن حجر اپنی کتاب درکامنہ میں ابن تیمیہ کا ترجمہ کچھ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

ابن تیمیہ کا کلام مفسرین کے طریقہ پر ہوتا تھا ساتھ میں فقہ اور حدیث کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر میں کتاب وسنت اور لغت اور قیاس سے

اتنا بیان کر دیتے تھے کہ دوسرا کئی مجلسوں میں بھی اتنا بیان نہیں کر سکتا تھا گویا کہ یہ سارے علوم انکی نگاہوں کے سامنے ہیں، ان میں سے جو چاہیں لے لیں اور جو چاہیں چھوڑ دیں اسی وجہ سے انکے ماننے والوں کو انکے بارے میں اتنا غلو پیدا ہوا اور ابن تیمیہ میں عجب پسندی پیدا ہوئی اور وہ چھوٹے بڑے، نئے پرانے علماء کا رد کرنے لگے اور اپنے آپ کو مجتہد سمجھ لیا، حتی کہ حضرت عمر تک پہنچ گئے اور ان کی کچھ مسائل میں غلطیاں نکالیں اور حضرت علی کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے سترہ مسائل میں غلطیاں کی ہیں اور کتاب اللہ کی نص کے خلاف کیا ہے۔ اشاعرہ کی برائی بیان کرتے امام غزالی کو برا بھلا کہا۔" (قافلہ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۲۹)

ابن تیمیہ کی جرأت پر غور فرمائیں! صحابی رسول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غلطیاں نکالنا اس پر مستزادیہ کہ ان غلطیوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے خلاف بتانا، کتنا بڑا جرم ہے۔ مگر دیوبندیوں وہابیوں کو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ الٹا اس زبان دراز کو اپنا "شیخ الاسلام" بنایا ہوا ہے۔ لیکن آج بھی اگر کوئی شخص ان وہابیوں دیوبندیوں کے اکابر مثلاً رشید گنگوہی یا اس کا رفیقِ جانی قاسم نانوتوی، خلیل انبیٹھوی یا اشرفعلی کی غلطی نکال دے، تو سارے کے سارے وہابی دیوبندی ٹبر اسے اپنا سب سے بڑا حریف متصور کرے گا۔ اور پھر اس کی جو حالت کرے گا اس کی کئی ساری مثالیں آپ کو وہابیوں دیوبندیوں کی کتابوں میں مل جائیں گی۔ لیکن صحابیِ رسول کی غلطیاں نکالنے والے کو غلط یا برا کہنا تو دور الٹا اس کو یہ وہابی دیوبندی ٹبر اپنا "شیخ الاسلام" بنا لیتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ، قدم، پنڈلی اور چہرہ ثابت کیا اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش پر اپنی ذات کے ساتھ مستوی ہے۔"

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، سنہ ۲۰۰۷ء ص ۲۸،۲۹)

بزرگوں نے ابن تیمیہ کو زندیق قرار دیا ہے

ابوبکر غازی پوری دیوبندی لکھتا ہے:

"بعض بزرگوں نے ابن تیمیہ کو زندیق قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے توسل کا انکار کیا جو حضور ﷺ کی عظمت کے خلاف ہے اور اس میں آپ ﷺ کی تنقیص ہے۔"

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، سنہ ۲۰۰۷ء ص ۲۹)

جبکہ وہابیوں دیوبندیوں کا امام العصر انور کشمیری کا فتویٰ ہے:

"انبیاء علیہم السلام کی عیب چینی اور ان کی تنقیص و توہین سراسر کفر بلکہ سب سے بڑا کفر ہے۔" (اکفار الملحدین، ص ۲۱۳)

"حضرت علی کے بارے میں ابن تیمیہ کا کہنا تھا کہ ان کا قتال کرنا ریاست کے حصول کے لیے تھا، اس کی بنیاد دین داری پر نہ تھی۔ حضرت عثمان کے بارے میں ابن تیمیہ نے کہا کہ وہ مال سے محبت کرتے تھے، حضرت ابوبکر کے بارے میں ابن تیمیہ کا تبصرہ تھا اسلم شیخا لایدری مایقول یعنی ابوبکر بڑھاپے میں ایمان لائے تھے ان کی زبان سے کیا نکلتا تھا اس کا ان کو پتہ نہیں تھا۔ حضرت علی کے بارے میں ابن تیمیہ کا تبصرہ تھا کہ وہ صغر سنی اور کم عمری میں ایمان لائے تھے اور بعض قول کے مطابق بچے کا ایمان درست نہیں ہے۔"

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، سنہ ۲۰۰۷ء ص ۲۹)

نیز "امام تقی الدین سبکی اور ابن تیمیہ" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے:

امام اجل حافظ تقی الدین السبکی اپنی کتاب السیف الصقیل ص ۱۷ میں فرماتے ہیں

پھر ساتویں صدی کے اواخر میں ایک شخص پیدا ہوا جو صاحب فضل، ذہین اور وسیع معلومات والا تھا۔ اس کا کوئی ایسا شیخ نہیں تھا جو اس کی راہنمائی کرے اس میں جسارت بہت تھی اپنی جسارت کی وجہ سے شاذ مسائل کو اختیار کرتا اور اس کو ثابت کرتا، مثلاً اس کا عقیدہ تھا کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام ہو سکتا ہے اور عالم قدیم ہے۔ اور گزشتہ زمانے میں زمانہ کی طرح تسلسل محال نہیں ہے اس نے مسلمانوں میں فساد پیدا کیا اور مسلمانوں کو عقائد کے بارے میں تشویش میں ڈالا۔ اور ان کے درمیان فساد پیدا کیا، اس کی جراات یہاں تک پہونچی کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو معصیت قرار دیا اور یہ کہا کہ اکٹھی تین طلاق واقع نہیں ہوتی ہیں اور یہ کہا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی قسم کھائی اور وہ قسم پوری نہیں کرسکا تو اس کی بیوی کو طلاق نہیں پڑے گی۔

[السیف الصقیل ۱۷]

اختصاراً میں نے صرف اسلام کی تین عظیم القدر اور متفق علیہ شخصیتوں کا ابن تیمیہ کے بارے میں تبصرہ نقل کیا ہے۔ یہ تینوں وہ عظیم شخصیات ہیں جن پر تمام اہل السنۃ والجماعۃ کو اعتماد ہے۔ ان کے تبصرے سے ابن تیمیہ کے بارے میں بہت کچھ جانا جاسکتا ہے۔ آج کل کے سلفیوں کا عقیدہ ہے کہ جو ابن تیمیہ کا مخالف ہے وہ شیطان کے گروہ کا آدمی ہے۔

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۳۰)

”ابن تیمیہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں غیر محتاط تھے۔“

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۳۳)

اور ابن تیمیہ کے دو اوہام نقل کرنے کے بعد مضمون کا اختتام کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''میں یہ مثالیں اس رسالہ سے دے رہا ہوں جو چند صفحات کا ہے میں نے ابن تیمیہ کی ضخیم کتابوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ ورنہ صرف ان کے فتاویٰ سے اس قسم کے اوہام اور احادیث میں غلطیوں اور ضعیف احادیث سے استدلال اور صحیح احادیث کو مردود قرار دینے کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ وفی ذلک کفایۃ لمن لہ بصیرۃ وھدایۃ''

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۳۵)

قافلۂ حق کے ان منقولہ بالا اقتباسات وعبارات سے دیگر باتوں کے علاوہ درج ذیل باتیں بھی مترشح ہوجاتی ہیں:

۱) واقعہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ بعض جگہ پر بڑی فاش غلطی کرتے ہیں۔

۲) اہل سنت والجماعت کی اجماعی باتوں کے خلاف گیا، شدت سے انکار کیا۔

۳) ضعیف احادیث کو قبول اور صحیح احادیث کا رد کرتا رہا۔

۴) صوفیاء کرام کی ہتک اور ان کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کرتا تھا۔

۵) کبھی مقلد تو کبھی غیر مقلد نظر آتا۔

۶) جو اس کا ہم عقیدہ و ہم مسلک ہو وہ اہل حق مگر جو اس کا مخالف ہو وہ باطل اور اہلسنت سے خارج قرار دیا گیا۔

۷) اکابر اہل سنت کے بارے میں گستاخ اور زبان دراز تھا۔

۸) بہت سارے اجماعی و اتفاقی مسائل میں اس کا مسلک اہل سنت سے الگ تھا۔

۹) چھوٹے بڑے، نئے پرانے تمام علماء کارد کرتا تھا۔
۱۰) حضرات علی و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مسائل میں غلطیاں نکالیں ہے۔
۱۱) اشاعرہ اور امام غزالی علیہم الرضوان کو برا بھلا کہا۔
۱۲) اللہ جل مجدہ کے لیے اعضائے جسم کا عقیدہ رکھا۔
۱۳) بزرگوں نے ابن تیمیہ کو زندیق قرار دیا

یادرہے کہ دیوبندی لکھتا ہے:

”زندیق کا حکم عام کافروں کی بہ نسبت سخت ہے۔“

(مجلہ صفدر گجرات، شمارہ ۱۲، ۱۳، فروری مارچ ۲۰۱۲ء، ص ۵۵)

۱۴) حضرات ابوبکر صدیق اور عثمان غنی کے متعلق بھی زبان درازی کی۔
۱۵) مسلمانوں میں فساد پیدا کیا۔
۱۶) اس میں کبر و عجب کا مرض تھا۔
۱۷) اس کے یہاں تضادات کی بھرمار ہے۔

ایسا ہی اس نے اپنے رسالہ میں بھی لکھا ہے، لکھتا ہے:

”ابن تیمیہ کی تضاد بیانی کا عجیب حال ہے۔“

(کیا ابن تیمیہ اہل سنت والجماعت سے ہیں؟، ص ۳۴)

اور ایسے شخص کے بارے میں خالد محمود وہابی دیوبندی کیا لکھتا ہے، ملاحظہ فرمائیں، لکھتا ہے:

”تاریخ بنی آدم میں مخالفوں سے ٹکرانا تو چلا آتا ہے، لیکن اپنے آپ سے ٹکرانا صرف اس شخص کے بارے میں صحیح ہو سکتا ہے جو ”مخبوط الحواس“ ہو۔“

(براہ راست قادیانیت پر غور کرنے کا آسان راستہ، ص ۶۵)

۱۸)لوگوں نے اس کی تکفیر و تکذیب کی

۱۹)اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کے سبب مخالفوں کو اس پر مسلط فرمایا۔

۲۰)وہ ریاست کی شدید خواہش مند تھا

۲۱)نیک لوگوں سے دشمنی کرتا تھا

۲۲)ابرار و صالحین کو حقیر سمجھتا تھا

۲۳)احادیث پر حملہ آور ہو کر بے جا جرح و تاویل کرتا

۲۴)اس کے ماننے والے اپاہج، عقل کے کمزور، کذاب، بے وقوف، نا سمجھ ہیں۔ اور اس کی اتباع کرنے والوں کے زندیق و ملحد ہونے کا اندیشہ ہے۔

محترم قارئین!

قدرے ٹھہر کر ذرا غور فرمائیں کہ ان مذکورہ جرائم کے مرتکب شخصیت کو کسی بھی طور بزرگ تصور کیا جا سکتا ہے؟ فیصلہ لینے سے پہلے ان جرائم پر ایک اور اس کی گود میں جا بیٹھنے والا فرمائیں کہ اِبن تیمیہ کتنا جری و بے باک انسان تھا۔ اور اس کے دامن میں لوٹنے والا ساجد خان وہابی دیوبندی کیسا اپاہج، عقل کا کمزار، کذاب، بے وقوف اور نا سمجھ ہے۔ اور ایسے لوگوں کے تعلق سے جو اندیشہ ظاہر کیا گیا کہ زندیق و ملحد ہو جائیں گے، ساجد خان وہابی دیوبندی اور دینِ دیوبندیت کے متبعین کو دیکھ کر واضح ہو گیا کہ وہ صد فیصد درست ثابت ہوا۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ابو بکر غازی پوری دیوبندی نے اِبن تیمیہ کی جو مٹی پلید کی اس سے بچنے کی کوئی راہ ساجد خان وہابی دیوبندی کو جب نظر نہ آئی تو اس نے از حد بے چارگی کے عالم میں یہ لکھ

کر گلو خلاصی کی ناکام کوشش کی ہے:

''کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت غازی پوری نے امام ابن تیمیہ کو اہل سنت سے خارج قرار دیا تو آپ ہی کے اصول پر انصاف سے بتائیں کہ اسلاف کے مقابل میں چودہویں صدی کے ایک عالم کے قول کا کیا اعتبار؟''

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۳)

اگر آپ کے نزدیک یہی معیار ہے تو پھر امام تقی الدین سبکی، علامہ یافعی، علامہ ابن حجر مکی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ تاج الدین سبکی، فقیہ ولی الدین العراقی، علامہ ملا علی قاری اور متعدد علماء کے علاوہ تمام کے تمام اکابر دیوبند کے مقابل خود ساجد خان وہابی دیوبندی اور اس کے اس رسالے کا کیا اعتبار؟

ساجد خان وہابی دیوبندی پھر آگے لکھتا ہے:

''نیز غازی پوری صاحب کی طرف اس قول کی نسبت قلت فہم ہے حضرت غازی پوری صاحب نے وہ کتاب الزاماً لکھی اور غیر مقلدین پر الزام قائم کیا ہے کہ اگر ان نظریات کی وجہ سے ہم اہل سنت سے خارج ہیں تو کیا امام ابن تیمیہ بھی اہل سنت سے خارج ہیں؟''

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۳)

ساجد خان وہابی دیوبندی کی اس بوگس تاویل کو بھی محمود عالم صفدر اوکاڑوی وہابی دیوبندی نے پہلے ہی غلط ثابت کر دیا، کیونکہ گزشتہ سطور پر آپ نے جو ابوبکر غازی پوری دیوبندی کا مضمون قافلۂ حق کے حوالے سے ملاحظہ فرمایا ہے وہ اس کا نظریہ تھا، نہ کہ الزامی تحریر۔ مگر خود ساجد خان وہابی دیوبندی قلت فہم کا مارا اس بات کو یا تو سمجھ نہیں پایا، یا سمجھ کر نا سمجھ بننے کی حماقت کی ہے۔

ساجد خان وہابی دیوبندی سب سے بڑا غدار

ساجد خان وہابی دیوبندی کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابوبکر غازی پوری دیوبندی سے ناظم الدین رشیدی مظفر نگری دیوبندی نے اس کا نظریہ دریافت کیا تھا، جیسا کہ قارئین نے گزشتہ سطور پر ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”ابن تیمیہ کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے، واضح فرمائیں۔“

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ص ۲۳)

اس کے جواب میں ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے اپنا نظریہ جو ابن تیمیہ کے متعلق سے تھا اس کا واضح الفاظ میں اظہار کر دیا۔ یہاں ساجد خان وہابی دیوبندی کے گھر کا ایک اصول پیش کرتا ہوں، ایک دیوبندی لکھتا ہے:

”رائے سے اختلاف کرنا یہ غداری نہیں ہے نظریہ سے اختلاف کرنا سب سے بڑی غداری ہے۔“ (یہ غارت گر ایمان ہیں، ص ۴۹)

اس اصول سے ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے نظریہ سے اختلاف کر کے ساجد خان وہابی دیوبندی سب سے بڑا غدار ثابت ہوتا ہے۔

ابوبکر غازی پوری دیوبندی اور ابن تیمیہ

اپنے رضاعی بھائی غیر مقلد وہابی کی ایک کتاب ”کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟“ کے جواب میں ابوبکر غازی پوری دیوبندی وہابی نے ایک کتاب بنام ”کیا ابن تیمیہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟“ لکھی جس میں ابن تیمیہ کی خوب خبر لی ہے، چند حوالے قارئین کی عدالت میں پیش کیے جاتے ہیں، قبل اس کے ابوبکر غازی پوری کا مقام دینِ دیوبندیت میں کیا ہے، یہ ملاحظہ فرمالیں:

محمود عالم صفدر دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

"حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری حفظہ اللہ انڈیا کے محققین میں سے ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلک حقہ اہل السنۃ والجماعۃ کے دفاع کا کام جو ان سے اس وقت لے رہے ہیں اس پر اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کہ ہند و پاک میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔"

(قافلۂ حق، شمارہ:۱، جلد:۲، ۲۰۰۷ء ص ۲۲)

یہی ابوبکر غازی پوری دیوبندی لکھتا ہے:

"ابن تیمیہ اپنی توحید کے نشے میں آتے ہیں تو صحابہ کرام تک پر ہاتھ صاف کر جاتے ہیں اور ان کے بارے میں ان کی زبان و قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے کہ آدمی ان کی جرات پر حیران رہ جاتا ہے۔ ایک دفعہ جب ان پر توحید کا نشہ چڑھا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی بنا کر کے چھوڑا۔"

(کیا ابن تیمیہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟، ص ۳۳)

اور اسجد قاسمی ندوی خود ابن تیمیہ ہی کے حوالے سے لکھتا ہے:

"صحابہ کی تنقیص حرام اور روافض کا شعار ہے، اور زندیقوں اور جاہلوں کا طریقہ ہے۔" (مقام صحابہ اور غیر مقلدین، ص ۶۷)

شیطانی توحید کا نشہ یونہی ان وہابیوں دیوبندیوں پر بھی سوار ہوتا ہے، اور یہ لوگ بھی اپنی شیطانی توحید کے نشے میں محبوبانِ خدا کی شان میں گستاخیاں کرتے رہتے ہیں۔ نیز ابوبکر غازی پوری دیوبندی آگے لکھتا ہے:

"میں ابن تیمیہ کے متبعین سے پوچھتا ہوں کہ علماء اہل سنت میں سے کس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس (رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھی ہوئی جگہ پر جا کر نماز پڑھنے کے) عمل کو بدعت قرار دیا ہے۔ اور ان کو بدعتی قرار دینے کی گستاخی ابن تیمیہ سے پہلے کس نے کی ہے؟"

(ایضاً، ص ۳۴)

ابوبکر غازی پوری دیوبندی لکھتا ہے:

"ابن تیمیہ میں اگر دم خم ہوتا تو وہ اس طرح (اللہ اللہ) کے ذکر کو حرام بتلانے کے لیے کتاب و سنت سے دلیل پیش کرتے مگر انہوں نے تو حرام و حلال کا ٹھیکا لے رکھا ہے، جس چیز کو چاہا حلال کہہ دیا اور جس چیز کو چاہا حرام کہہ دیا، گویا دین و شریعت ان کے گھر کی چیز ہے کہ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں،بنی اسرائیل کے علماء کی یہی گندی حرکت تھی کہ وہ اپنی خواہش سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا کرتے تھے، ابن تیمیہ کی ڈگر بھی بنی اسرائیل کے علماء والی ہے۔"

(ایضاً، ص ۳۵)

معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ دین و شریعت میں دخل اندازی کرتے ہوئے جسے چاہا حرام کہہ دیا اور جسے چاہا حلال قرار دیا۔

یہ حق صرف اللہ کو ہے کسی نبی کو بھی نہیں

حالانکہ یہ عمل کرنے والا دیوبندیوں کے نزدیک "مختارِ کل" سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ امام اہلِ بدعت سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"جناب نبی کریم ﷺ مختار کل بھی نہ تھے کہ جو چیز چاہتے کسی کے لیے حلال کر دیتے اور جو چاہتے حرام فرمادیتے۔"

(ازالۃ الریب عن عقیدۃ علم الغیب، ص ۸۰)

بلکہ ایک دیوبندی تو یہاں تک لکھ دیا کہ:

"کسی چیز کو حلال و حرام کرنا صرف اسی کا اختیار ہے، کسی نبی کو جائز و

ناجائز اور حلال و حرام کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

(ارمغانِ حق، اول، ص ۲۸۴)

جس کام کا حق و اختیار وہابی دیوبندی فرقہ کے نزدیک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ کے سوا کسی نبی کے لیے بھی جب یہ لوگ ماننے کو تیار نہیں، اس کام کو ان وہابیوں دیوبندیوں کے "شیخ الاسلام" ابن تیمیہ نے کیا ہے۔ اس پر ساجد خان وہابی دیوبندی کچھ لب کشائی کرے گا؟ یا چپ شاہ کا روزہ رکھ کر خاموشی ہی میں اپنی عافیت سمجھے گا۔

امام اہل بدعت جناب سرفراز گکھڑوی اور ابن تیمیہ

ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات کو طشت از بام کرنے کے لیے علماء اہل سنت (بریلوی) جب کچھ کہتے یا لکھتے ہیں تو ساجد خان وہابی دیوبندی کو بڑی تکلیف ہوتی ہے، جس کا اس نے اپنے رسالہ میں اظہار بھی کیا ہے، مگر اس نے اپنے امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی کی کتاب ہی اگر دیکھ لی ہوتی تو علماء اہلسنت سے شکایت نہیں ہوتی۔ سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"حافظ ابن تیمیہ بلاشبہ علمی طور پر بڑی شخصیت کے مالک ہیں مگر ان کی طبیعت میں شدت اور حدت بھی "بے پناہ تھی" جب وہ اپنی شدت پر اتر آتے ہیں تو انہیں بخاری و مسلم کی صحیح روایت حسبت علی بتطليقة بھی نظر نہیں آتی اور وہ حالت حیض میں دی گئی طلاق سے بھی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔" (تسکین الصدور، ص ۳۵۸)

اس کے علاوہ بھی سرفراز گکھڑوی نے اپنی اسی کتاب "تسکین الصدور" کے باب ہشتم میں ابن تیمیہ کے حوالے سے جو بحث کی ہے وہ بھی قابل دید و مطالعہ ہے، امام اہل

بدعت سرفراز گکھڑوں وہابی دیوبندی کے مزید حوالے پیش ہیں ملاحظہ فرمائیں:

”امام تقی الدین السبکی نے حافظ ابن تیمیہ کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ہے۔“

(سماع الموتی، ص ۱۳۹)

اسی کتاب کے حوالے سے سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

”تیرے (تعجب کے) لیے یہ بات کافی ہے کہ ابن تیمیہ کا طفیل اور توسل سے انکار کا قول ایسا ہے کہ ان سے پہلے یہ بات کسی عالم نے نہیں کہی اور اسی وجہ سے وہ اہل اسلام میں بدنام ہو گئے ہیں۔“

(شفاء السقام، ص ۱۲۰ بحوالہ تسکین الصدور، ص ۳۹۹)

اس پر بطورِ تبصرہ سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

”اس سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہو گئی کہ توسل کا انکار حافظ ابن تیمیہ سے قبل کسی عالم نے نہیں کیا اور اس مسئلہ کے پہلے منکر یہی حافظ ابن تیمیہ ہیں۔“ (تسکین الصدور، ص ۳۹۹)

مگر اہلِ اسلام میں بدنام ہونے کے باوجود اِبن تیمیہ پر کوئی فرق نہیں پڑا اور بدستور فتنہ پروری کرتا رہا۔ یہی حال ان وہابیوں دیوبندیوں کا بھی ہے۔ کہ یہ لوگ بھی اِبن تیمیہ کی طرح بہر حال فتنہ فساد کرتے ہی رہتے ہیں۔ کبھی تقویۃ الایمان لکھ کر، تو کبھی حفظ الایمان لکھ کر، کبھی تحذیر الناس لکھ کر، تو کبھی براہینِ قاطعہ لکھ کر۔ ان کتابوں نے جو شورشیں اور فتنہ فساد کے بازار گرم کیے، وہ آج بھی ان وہابیوں دیوبندیوں کی کتابوں میں درج ہیں۔ باوجود اس کے اپنے ان اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آج بھی چند وہابی دیوبندی جن میں سرِ فہرست ساجد خان وہابی دیوبندی کا نام آتا ہے فتنہ پروری کرتے رہتے ہیں۔

ابن تیمیہ نے بدعت گڑھ کر ایجاد کی

امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے کہ علامہ ابن عابدین الشامی الحنفی لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہ نے یہ ایک ایسی بدعت گھڑی ہے کہ ان سے پہلے کسی عالم نے یہ بات نہیں کہی۔" (تسکین الصدور، ص۳۹۹)

اور علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"علامہ سبکی نے اپنی عادت کے مطابق ابن تیمیہ کی شناعت اور برائی بیان کی ہے۔" (تسکین الصدور، ص۳۹۹)

آگے لکھتے ہیں:

"یہاں تک کہ ابن تیمیہ آئے انھوں نے اس کا انکار کیا اور سیدھی راہ سے تجاوز کیا اور بدعت کی ایسی بات ایجاد کی جو کسی عالم نے نہ کہی اور لوگوں میں وہ بدنام ہو گئے۔"

(روح المعانی، ج۶، ص۱۲۶، بحوالہ ایضاً، ص۴۰۰)

المختصر! ان اقتباسات سے یہ تو صاف ہو گیا کہ ابن تیمیہ نے بدعت گڑھ کر ایجاد کی۔ اور بدعت ایجاد کرنے والے اور بدعتی کی تعظیم و تکریم کرنے والوں کے تعلق سے ان وہابیوں دیوبندیوں کی کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو ان کے اپنے وضع کردہ بہت سے ایسے اصول مل جائیں گے کہ جنہیں خود یہ لوگ تسلیم کر لیں تو ابن تیمیہ کے ساتھ ساتھ اسے اپنا "شیخ الاسلام" سمجھنے والے تمام وہابی دیوبندی بشمول ساجد خان وہابی دیوبندی کے جہنم رسید ہو جائیں گے۔

بدعت اور بدعتی

اس ضمن میں وہابیوں دیوبندیوں بالخصوص ساجد خان وہابی دیوبندی کی معلومات کے لیے (کیونکہ یہ لوگ اپنے گھر کی باتوں سے اکثر ناواقف و بے خبر پائے جاتے ہیں، اس لیے) ان کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کا یہ فرمان نقل کر دیتا ہوں۔ وہ کہتا ہے:

"کسی میں بدعتی ہونے کے لیے یہ ضروری تھوڑا ہی ہے کہ اس میں ساری باتیں بدعت کی ہوں، جیسے کفر کے لیے ایک بات بھی کافی ہے کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہو گا، اسی طرح ایک بات بدعت کی کرنے سے بھی بدعتی ہو گا۔"

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۸، ص ۵۰)

اور اب جبکہ ابن تیمیہ کا بدعتی ہونا دیوبندیوں کے اپنے وضع کردہ اصول سے ثابت ہو چکا ہے، تو ساتھ ہی بدعتی کے متعلق بھی چند حوالے ان وہابیوں دیوبندیوں کے گھر ہی سے پیش کر دیتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں اقبال رنگونی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"بدعتی اسلام سے ایسے خارج ہو جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔"

(بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں، ص ۹۷)

یہی اقبال رنگونی لکھتا ہے:

"حضرت ابراہیم بن میسرہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:
جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم و توقیر کی تو اس نے اسلام کو گرانے پر اس کی مدد کی"

پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندی لکھتا ہے:

”بدعتی کی تعظیم میں اس کی اعانت و مدد، اس کی خدمت سب شامل ہے، معلوم ہوا کہ بدعتی کی تعظیم و تکریم کرنا اسلام کو ڈھانے میں مدد دینا یا پھر سنت کو ختم کرنے میں اس کا ہاتھ بٹانا ہے۔“

(بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں، ص ۱۰۰)

نیز یہی دیوبندی آگے لکھتا ہے:

”بہرحال! بدعت ایک ایسا خبیث عمل ہے کہ اس کا مرتکب عین موت کے وقت شیطان کی آخری واردات کا شکار ہو جاتا ہے اور بسا اوقات معاملہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اس کی موت کفر پر ہوتی ہے۔“

(بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں، ص ۱۰۲)

اب سوال یہ ہے کہ دیوبندی فرقہ بالخصوص ساجد خان وہابی دیوبندی اس بدعتی ابن تیمیہ کو اپنا "شیخ الاسلام" کہہ کر اور اس کی تائید و حمایت اور اس کا دفاع کر کے اس خبیث عمل میں اس کے معاون اور اسلام کو ڈھانے میں مدد کرنے والے ہوئے یا نہیں؟۔

نوٹ: دیوبندیوں کی بدعات کو جاننے کے لیے راقم الحروف کا رسالہ بنام ”**۲۴ نمبروں کی ۲۴ بدعات**“ انٹرنیٹ سے پی ڈی ایف فائل میں ڈاؤن لوڈ کر کے مطالعہ فرمائیں۔

ابن تیمیہ نے فتنے کا نیا دروازے کھول دیا

دینِ دیوبندیت کے امام اہل سنت جو درحقیقت امام اہل بدعت تھا کیونکہ دیوبندی اپنے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں بدعتی ہیں، اسی امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی نے ایک کتاب ”سماع الموتی“ لکھی، اس میں بھی ابن تیمیہ کے متعلق کئی صفحات

لکھے ہیں، جن میں سے چند ملاحظہ فرمائیں، سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"حافظ ابن تیمیہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے نئے سرے سے اس مردہ مسئلہ کو قبر سے اٹھا باہر لا کھڑا کیا ہے اور اس کی وجہ سے امت میں فتنے کا ایک نیا دروازہ کھل گیا ہے۔"

(سماع الموتی، ص ۱۴۳)

باوجود اس کے ابن تیمیہ کو اب بھی عزیز رکھنے والے دیوبندی وہابی فرقۂ باطلہ کے فتنہ پرور ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔؟

ابن تیمیہ کو علماء نے مبتدع اور گمراہ قرار دیا

علامہ ذہبی نے باضابطہ ایک طویل خط لکھ کر اِبن تیمیہ کو تنبیہ کی، مگر وہ اپنے ان نظریات پر جوں کا توں ڈٹا رہا، چنانچہ سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"غالباً علامہ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے حافظ ابن تیمیہ کو ایسے ہی موقع پر ایک طویل خط میں تنبیہ فرمائی کہ اے کاش صحیحین کی حدیثیں تم سے بچی رہتیں، تم تو ہر وقت تضعیف واہدار یا تاویل و انکار سے ان پر حملہ کرتے رہتے ہو (زغل العلم، ص ۱۷، ۱۸ او امام ابن تیمیہ، ص ۶۱۱) بلکہ علامہ ذہبی نے زغل العلم ص ۳۲ اور اپنے رسالہ النصیحۃ الذھبیۃ لابن تیمیۃ میں ان کو خاصا کوسا ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ عقلمندوں کی جماعت ان کو محقق فاضل اور مبتدع قرار دیتی ہے۔ (امام ابن تیمیہ، ص ۶۰۸)"

(سماع الموتی، ص ۱۳۶)

نیز یہی امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"امام ابن حجر المکی المتوفی ۹۷۴ھ نے الجوہر المنظم میں اور علامہ تقی

الدین الحصنی نے دفع الشبہ میں ان کو گمراہ تک کہا ہے۔ (معارف السنن، ج ۳، ص ۳۳۱)"

(سماع الموتی، ص ۱۳۷)

جب عقلمندوں کی جماعت نے ابن تیمیہ کو مبتدع قرار دیا اور گمراہ کہا ہے تو پھر مبتدع و گمراہ شخص کا دفاع کر کے ساجد خان وہابی دیوبندی آخر کیا ثابت کرنا چاہتا ہے؟

ابن تیمیہ کو صریح گالی دی گئی

نیز لکھتا ہے سرفراز گکھڑوی:

"حافظ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ ج ۱، ص ۲۴۷ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی تعبیر اختیار کی جس سے جسمیت کا شبہ ہوتا ہے، امام سبکی اس سے برہم ہو کر اپنے طویل قصیدہ نونیہ میں حافظ ابن تیمیہ کو صریح گالی دینے سے بھی باز نہیں آئے۔ ایک شعر یہ ہے۔"

كذب ابن فاعلة يقول بجهله
الله جسم ليس كما كالجسمان

(طبقات الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۶۲)"

(سماع الموتی، ص ۱۳۷)

ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ کو اس کے گمراہ کن کارناموں کی وجہ سے:

عقلمندوں کی جماعت نے "مبتدع" قرار دیا۔

- امام ابن حجر المکی اور علامہ تقی الدین نے "گمراہ" بتایا۔
- امام سبکی نے بقول سرفراز گکھڑوی اسے "صریح گالی" بھی دی۔

ابن تیمیہ کے حمایتی کو پیٹ کر جلاوطن کر دیا گیا

ابن تیمیہ کی گمراہیوں کی وجہ سے اس کی اپنی جو حالت ہوتی رہی وہ تو الگ ہے، مگر تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جو بھی اس کی حمایت میں اُٹھتا وہ ذلیل و خوار ہوتا تھا. جس کی ایک مثال امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی نے اپنی کتاب میں بھی نقل کی ہے،وہ لکھتا ہے:

"شیخ شہاب احمد بن محمد مری الحنبلی نے قاہرہ میں ۷۲۵ھ میں توسل بالنبی ﷺ اور مسئلہ زیارت کے متعلق اپنے استاد محترم حافظ ابن تیمیہ کی حمایت کی تو فقہاء وقت نے ان کی سخت مخالفت کی،ابن مری کو پیٹا گیا اور قاضی القضاۃ تقی الدین احنائی المالکی نے ان کو اس بدعقیدگی کے جرم میں قید کی سزا دی، کچھ دن قید رہے اور پھر جلاوطن کر دیئے گئے۔"

(سماع الموتی، ص ۱۳۱)

یہ حشر اس کا ہوا جس نے توسل بالنبی ﷺ اور مسئلہ زیارت کے متعلق اپنے استاد اِبن تیمیہ کی حمایت کرنے کی حماقت کی۔ تو پھر اسی سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خود اِبن تیمیہ سے "فقہاء وقت" کس درجہ نفرت کرتے ہوں گے۔

ایک اور حمایتی گرفتار ہو کر قید خانے میں

اسی طرح ایک اور مشہور شاگرد نے اِبن تیمیہ کی طرف داری کی، تو اسے بھی حکومت وقت نے گرفتار کر کے کال کوٹھری میں ڈال دیا۔ جیسا کہ خود امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"اسی طرح جب ۷۲۶ھ میں زیارت قبور اور توسل،وسیلہ اور استغاثہ کے مسئلہ کی وجہ سے ہنگامہ ہوا تو حافظ ابن القیم نے اپنے استاد کے خیالات

ہی کی پر زور حمایت کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دمشق کی حکومت نے انھیں بھی گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔"

(سماع الموتی، ص ۱۳۲)

نہ صرف حمایتی، بلکہ خود ابن تیمیہ بھی اپنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے کئی دفعہ قید وبند میں رہا۔ حتیٰ کہ قید خانہ ہی میں لقمۂ اجل بن کر مٹی میں مل گیا۔

ساجد خان وہابی کا ایک سوال اور اس کا جواب

جہالت بانجھ نہیں ہوتی، بلکہ وقت بے وقت کچھ نہ کچھ پیدا کرتی ہی رہتی ہے۔ مثلاً ساجد خان وہابی دیوبندی کی بے مثال جہالت ملاحظہ کریں۔ وہ لکھتا ہے:

"یارو! تم مجھے بتاؤ جس شخص کے شاگرد ذہبی، ابن کثیر، مزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگ ہوں کیا وہ گمراہ و بے دین ہو کر اس دنیا سے گیا ہو گا؟"

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۲)

اس کا جواب ہم دیں، اس سے بہتر یہ ہو گا کہ اس کے گھر ہی سے دلوا دیتے ہیں۔ تاکہ اسے مجھ پر دانت پیسنے اور غصہ کرنے کے بجائے اپنی جہالت پر غصہ آئے، بشرطیکہ کہ عقل نام کی کوئی چیز اس کے پاس ہو۔

ابن تیمیہ نے مرتے دم تک رجوع نہیں کیا

چنانچہ ابن تیمیہ کے چند جمہور سے مختلف مسائل کو ذکر کرنے کے بعد سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"اسی قسم کے اختلافی مسائل کی وجہ سے ان کو حکومت وقت اور عوام اور علماء کی طرف سے خاصی دقت پیش آئی اور کئی مرتبہ قید وبند سے دوچار

ہوئے اور صعوبتیں اٹھائیں مگر اپنے نظریات سے انھوں نے رجوع نہیں کیا اور تادمِ مرگ ان پر سختی سے کاربند اور مصر رہے۔"

(سماع الموتی، ص ۱۳۴)

غور فرمائیں! علماء و فقہاء کی تنبیہات کے باوجود اور مخالفتیں و گرفتاریاں ہونے کے باوجود ابن تیمیہ نے اپنے باطل نظریات سے مرتے دم تک رجوع نہیں کیا بلکہ سختی سے اس پر کاربند اور مصر رہا۔ اب امید ہے کہ ساجد خان وہابی دیوبندی کو اس کے سوال کا جواب گھر ہی سے مل چکا ہوگا کہ جب اس نے اپنی گمراہی، بے دینی اور کفر (جس پر متعدد حوالے علماء دیوبند ہی کی کتب سے ماقبل میں ملاحظہ کر چکے اور مابعد بھی ملاحظہ کریں گے) ان سے جب آخری وقت تک ابن تیمیہ نے رجوع کیا ہی نہیں تو اسی گمراہی، بے دینی اور کفر کی حالت میں مر کر مٹی میں مل گیا۔ جس کا ذکر خود علماء دیوبند کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ تو اب شاگرد کوئی بھی ہوا پنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے گمراہ و بے دین ہو کر ہی دنیا سے چلا گیا۔

ابن تیمیہ کے عقائد

آئیے اب تھوڑی گفتگو ابن تیمیہ کے عقائد پہ بھی کر لیتے ہیں، چنانچہ "ابن تیمیہ کے عقائد" کے زیرِ عنوان دیوبندیوں کا حبیب الامت لکھتا ہے:

"انہوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے۔ جہنم کی آگ فنا ہو جائے گی۔ انبیاء گناہوں سے معصوم نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا کوئی مرتبہ اللہ کے نزدیک نہیں۔ اس لیے آپ ﷺ سے توسل بھی جائز نہیں۔ اللہ کے حبیب امام الانبیاء فخر موجودات فداہ ابی و امی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی زیارت کو گناہ

قرار دیا ہے، اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر کوئی روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لیے جائے تو اس کے لیے نماز میں قصر کی اجازت نہیں۔" قال ان النار تفنی، وان الانبیاء غیر معصومین، وان رسول الله ﷺ لا جاہ له، ولا یتوسل به، وان انشاء السفر الیه بسبب الزیارۃ معصیۃ لا تقصر الصلوۃ فیه" (مقدمہ شفاء السقام، ۱۲)

استغفر اللہ العظیم دیکھا آپ نے کس انداز کی باتیں لکھ رہے ہیں۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ کا اتنا حق نہیں ہے کہ ایک مسلمان آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہو جبکہ وصال کے بعد روضہ کی حاضری کو اللہ کے رسول ﷺ نے زندگی کی ملاقات کے مثل قرار دیا ہے۔ "من زار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی"۔ اگر آج اللہ کے رسول ﷺ زندہ ہوتے تو ابن تیمیہ کے مقلدین آپ کی زیارت کے لیے حاضری سے مسلمانوں کو روکتے؟ اگر نہیں روکتے تو آج کیوں منع کرتے ہیں؟"

(رسائل حبیب الامت، جلد اول، ص ۳۰۸)

انصاف سے بتائیں کہ ایسی شخصیت کو آپ کیا کہنا چاہیں گے جو اللہ کے حبیب ﷺ کی معصومیت کا سرے سے انکار کر دے؟ جو اللہ کے نزدیک اس کے محبوب ﷺ کے مقام و مرتبے کا منکر ہو؟ جو روضۂ خیر الانبیاء ﷺ کی زیارت کو گناہ قرار دیتا ہو؟ کیا ایسا شخص مسلمانوں کا بزرگ ہو سکتا ہے؟ یا ایسے متعصبانہ ذہنیت کے انسان کو "شیخ الاسلام" کہا جا سکتا ہے؟

واضح رہے کہ رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے دجال زمانہ حسین احمد ٹانڈوی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے

والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔“

(الشہاب الثاقب، ص۲۳۶)

لہٰذا ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ

دوستی اس سے ہر گز گوارا نہیں
جو نبی کا نہیں وہ ہمارا نہیں

ابن تیمیہ اصول و فروع دونوں میں الگ

قارئین کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ابن تیمیہ نے جو شور و غوغا کیا اور جمہور علماء و فقہاء سے اختلاف کیا وہ اصول میں تھا یا فروع میں؟ بلا تبصرہ دو حوالے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں، ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ خیر الامین قاسمی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

”فروعی مسائل کی طرح بعض اصولی چیزوں میں بھی علامہ ابن تیمیہ کا موقف جمہور اہل سنت سے الگ ہے، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والے اکابر نے اس سے امت کو آگاہ بھی کیا ہے۔“

(مجلہ صفدر، شمارہ ۱۴۸،۱۴۸، جون جولائی ۲۰۲۳ء، ص۳۶)

نیز لکھتا ہے:

”اسی طرح مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں کہ: ابن تیمیہ سے اصول و فروع میں بہت ہی غلطیاں ہوئی ہیں، مگر علماء امت کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُنھوں نے ہر زمانے میں بڑے سے بڑے عالم کی لغزش سے امت کو آگاہ کیا تاکہ آنے والے لوگ ان کی غلطیوں سے آگاہ رہیں، اور امت گمراہی سے محفوظ رہے۔ [فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ: ۳۷۳]“

(مجلہ صفدر، شمارہ ۱۴۸،۱۴۸، جون جولائی ۲۰۲۳ء، ص۳۷)

اکابر نے امت کو اِبن تیمیہ کی کارستانیوں سے آگاہ کردیا تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہے، مگر ساجد خان وہابی دیوبندی پھر بھی گمراہیاں پھیلانے اور فتنے فساد کرنے کے درپے ہے تو کوئی کیا کرسکتا ہے؟ ہم تو تنبیہ ہی کرسکتے ہیں۔ مگر جس طرح تنبیہات سے اِبن تیمیہ پر کوئی فرق نہیں پڑا اور اپنے کالے کرتوتوں سے باز نہیں آیا، بالکل اسی طرح ساجد خان وہابی دیوبندی بھی اپنے ان کالے کرتوتوں سے باز آنے والا نہیں لگتا ہے۔

ابن تیمیہ صریح آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کے خلاف

قارئین کرام! آپ کو ضرور اس بات پر حیرانی ہوگی کہ ابن تیمیہ ایک ایسا بے باک شخص تھا جو صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف تو گیا ہی ساتھ ہی اپنے امام کے بھی خلاف گیا، حتیٰ کہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیث نبویہ کے خلاف بھی جانے سے گریز نہیں کیا، چنانچہ ادریس کاندھلوی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

”ابن تیمیہ حنبلی اور ان کے شاگرد ابن قیم حنبلی اپنے امام احمد بن حنبل کے برخلاف اور تمام صحابہ و تابعین کے اجماع کے برخلاف اور ائمہ مجتہدین کے برخلاف اور تمام اہل سنت والجماعت کے برخلاف شذوذ اور تفرد میں مبتلا ہوئے اور شیعوں کی طرح تین طلاق کے ایک طلاق ہونے کے قائل ہوئے۔“

(معارف القرآن، جلد ا، ص ۴۳۶)

نیز یہی ادریس کاندھلوی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

”ابن تیمیہ حنبلی اور ان کے شاگرد خاص ابن القیم کا مذہب یہ ہے کہ جنت کا ثواب تو دائمی ہے اہل ایمان تو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے

(جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے) مگر دوزخ کا عذاب دائمی نہیں صرف ایک مدت دراز تک کافروں پر عذاب رہے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے خلود سے تعبیر کیا ہے مگر ایک عرصہ کے بعد خدا کے رحم و کرم سے یہ عذاب ختم ہو جائے گا (جیسا کہ فرقۂ جہمیہ کا مذہب ہے) ابن تیمیہ کا یہ قول سراسر شاذ ہے اور اہل سنت والجماعت کے اجماع کے بالکل خلاف ہے بلکہ صریح آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔"

(معارف القرآن، جلد ۳، ص ۲۰)

محترم قارئین! اللہ کی شان دیکھیں کہ ماقبل میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابن تیمیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر "کتاب اللہ کی نص کے خلاف" ہونے کا الزام لگایا۔ لیکن خود ابن تیمیہ ہی اس جرم کا مرتکب ہو گیا اور بقول ادریس کاندھلوی وہابی دیوبندی کے "صریح آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کے خلاف" ہو گیا۔

میں ان کا معتقد نہیں

دیوبندیوں کے دو نمبر "شیخ الاسلام" حسین احمد ٹانڈوی دجال کے مکتوب کے حاشیہ نگار نے ایک خط کے حاشیہ میں اس دجال گالی باز کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے، کہ حسین احمد کہتا ہے:

"مدینہ منورہ کے قیام میں ان کی تصنیفات اور رسائل دیکھے ہیں اور بعض ایسی کتابیں بھی دیکھی ہے جو ہندوستان میں شاید ہی کسی کتب خانہ میں موجود ہوں جو خالص ابن تیمیہ کی افتاد طبع کی آئینہ دار تھیں۔ ان سب سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حافظ ابن تیمیہ کا تبحر مسلم، علم سے زیادہ ذہانت و ذکاوت تسلیم۔ باوجود اس کے اشاعرہ اور محی الدین ابن عربی شیخ

اکبر جیسے عارف اور محقق کی تکفیر مسائل فقہی میں ائمہ اربعہ کے مسلک سے انحراف اور اہل سنت والجماعت کے طریقہ سے کھلا ہوا عدول اور تجاوز ان کے اندر موجود ہے۔ میں ان کا معتقد نہیں[حاشیہ مکتوب: ۱/۱۷۲ مکتوبات شیخ الاسلام: ۳۶۸/۴]"

(مجلہ صفدر، شمارہ ۱۴۸،۱۴۸، جون جولائی ۲۰۲۳ء، ص ۳۸،۳۷)

معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ نے اشاعرہ اور عارف و محقق شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کی ہے۔ اور ائمہ اربعہ کے مسلک سے بھی انحراف کیا۔

قارئین محترم! اپنے ذہن پر آپ تھوڑا سا زور ڈالیں گے تو آپ کو یاد آجائے گا کہ راقم الحروف کی اسی کتاب کے "پیش لفظ" میں آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ محمود حسن وہابی دیوبندی کو کانپور کے سفر میں کسی نے کہہ دیا کہ "اچھا وہ اشرف علی کافر کا مدرسہ" تو اس پر یہ ایسا آپے سے باہر ہوا کہ اس کہنے والے کی ماں کو تو فحش گالی دی ہی، ساتھ میں بے وجہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ماں کو بھی فحش گالی دے دی۔ مگر اشاعرہ اور شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی کی تکفیر کرنے والے ابن تیمیہ کو بجائے کچھ کہنے کے یہ وہابی دیوبندی اپنی ماں کا دوسرا شوہر بنا کر رکھا ہوا ہے۔ (یہی گالی محمود حسن وہابی دیوبندی نے بے وجہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو دی ہے۔ اس لیے اسے لوٹا دی گئی ہے) ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اکابرینِ اسلام سے ان وہابیوں دیوبندیوں کو کوئی محبت ہے نہ کوئی نسبت۔ انہیں صرف اور صرف "دینِ دیوبندیت" کے فتنہ باز اکابر و اسلاف سے محبت ہے۔

دیوبندیوں کے روحانی پدر کا فتویٰ

شاہ عبدالعزیز صاحب کے متعلق امام اہل بدعت سرفراز گکھڑوی دیوبندی لکھتا

ہے:

”بلاشبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پدر تسلیم کرتے ہیں۔“

(اتمام البرہان، ص ۱۳۹)

اور روحانی پدر کا فیصلہ کس اہمیت کا حامل ہے، اسی سے ملاحظہ فرمائیں، لکھتا ہے:

”بلاشک دیوبندی حضرات کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔“

(اتمام البرہان، ص ۱۳۹)

امام اہلِ بدعت کی اس وضاحت کے بعد دیوبندیوں کے فقیہ الامت محمود حسن دیوبندی کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں، کہتا ہے:

”شاہ عبدالعزیز صاحب نے ابن تیمیہ کے متعلق فتاویٰ عزیزی میں لکھا ہے ”کلامِ او مردود ست۔ (ابن تیمیہ کا کلام قابلِ قبول نہیں)“

(ملفوظات فقیہ الامت، قسط سابع، ص ۴۱)

اب اگر دیوبندیوں کے نزدیک ان کے روحانی پدر شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ واقعی ”حکمِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے“ تو پھر ابن تیمیہ کے کلام کے مردود ہونے کا اعلان کردے۔ مگر یہ ممکن نہیں۔

ابن تیمیہ کے تفردات کی شرعی حیثیت؟

محترم قارئین! اب تک آپ نے جابجا ابن تیمیہ کے تفردات کا ذکر ملاحظہ فرمایا، اب اس پر شرعی حکم کیا عائد ہوتا ہے یہ بھی دیوبندیوں کے مفتی سے ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ شبیر احمد قاسمی دیوبندی لکھتا ہے:

”محقق اپنے اجتہاد اور رائے سے ایسا تفرد اختیار کرے، جس سے ائمہ اربعہ کی مخالفت اور خرق اجماع لازم آجائے، تو ایسا تفرد بالاجماع ناجائز و حرام ہے، جیسا کہ شیخ ابن تیمیہ نے ایسے انتالیس مسائل میں تفرد اختیار فرمایا ہے۔“

(فتاویٰ قاسمیہ، جلد اول، ص۱۷۸،۱۷۹)

معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ نے جس طرح تفردات اختیار کیا اس سے ائمہ اربعہ کی مخالفت کے ساتھ اجماع کی بھی مخالفت لازم آتی ہے جو بالاجماع ناجائز و حرام ہے۔ اب محمود حسن وہابی دیوبندی کا یہ فرمان ساجد خان وہابی دیوبندی دیکھ کر بتائے کہ اِبن تیمیہ حرامی ہوا یا نہیں؟۔ محمود حسن کہتا ہے:

”جو شخص بدعت کا کام کرے اس کو بدعتی کہتے ہیں اور جو حرام کام کرے اس کو کیا کہتے ہیں وہ آپ جانیں۔“

(ملفوظات فقیہ الامت، قسط ثامن، ص ۴۶)

دراصل صغرے کبرے ملا کر اپنا مطلب نکالنا، فریق مخالف کو مطعون کرنا اور الٹے سیدھے فقرے جڑنا، ساجد خان وہابی دیوبندی ہی کا محبوب طریقہ ہے جس کا مظاہرہ اکثر اپنی کتابوں میں کرتا رہتا ہے۔ اس لیے سوچا کیوں نہ اسی کے انداز میں اس کو گھر کا آئینہ دکھادیا جائے۔

رفیع عثمانی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

”قرآن و سنت نے مسلمانوں پر اجماع کی پیروی ایسی ہی لازم کی ہے جیسی وحی سے ثابت شدہ احکام کی۔“

(فقہ میں اجماع کا مقام، ص۹)

مگر ابن تیمیہ اجماع کی پیروی کے بجائے اس کی مخالفت کو اپنا محبوب مشغلہ بنا کر

جو طرفہ تماشا کیا ان میں سے چند اس کتاب میں منقولہ عبارات و اقتباسات کے ذریعے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اجماع کی مخالفت گناہِ عظیم ہے

واضح رہے کہ اجماع سے مخالفت گناہ عظیم اور امت میں پھوٹ ڈالنا ہے۔ جو ابن تیمیہ اور اس کے ہمنواؤں (مقلد وہابی و غیر مقلد وہابی دونوں) کی علاماتی پہچان ہے۔ اور اجماع کی مخالفت گناہ عظیم اور امت میں پھوٹ ڈالنا ہے یہ خود وہابی دیوبندی نے لکھا۔ چنانچہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۱۵ نقل کرنے کے بعد رفیع عثمانی دیوبند لکھتا ہے:

"معلوم ہوا کہ امت کے متفقہ فیصلہ (اجماع) کی مخالفت گناہ عظیم ہے۔" (فقہ میں اجماع کا مقام، ص ۱۱)

نیز آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۳ نقل کر کے لکھتا ہے:

"اور ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں کے متفقہ دینی فیصلے (اجماع) کی مخالفت امت میں پھوٹ ہی ڈالنا ہے۔"

(فقہ میں اجماع کا مقام، ص ۱۴)

اب یہاں مجاہدِ اہلِ سنت حضرت علامہ ابو حامد رضوی صاحب قبلہ حفظہ اللہ کی مایہ ناز کتاب "حنفیت کے باغی دیوبندی وہابی" جلد اول میں منقول وہابیوں دیوبندیوں کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) وہابی اسمعیلی دیوبندی مفتی حبیب اللہ لکھتا ہے:

"اجماع امت کے مقابلے میں اپنی ذاتی و انفرادی رائے کو ترجیح دینا اور اسی کو قابل اتباع سمجھنا بے شمار گمراہیوں کا سبب اور دین و دنیا کے اعتبار سے اللہ کی ناراضگی کا بھی سبب ہے۔"

(تکملہ الرد الفقہی علی جسٹس مفتی تقی عثمانی ص ۸۴، مکتبہ حبیبیہ)

(۲)وہابی احمدی ماسٹر امین صفدر اکاڑوی لکھتا ہے:

”تمام اہل سنت اجماع امت کو دلیل شرعی مانتے آئے ہیں، اجماع امت کا مخالف بنص کتاب وسنت دوزخی ہے۔“

(تجلیات صفدر، جلد اول، ص ۲۸۷، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۳)احمدی دیوبندی سلیم اللہ خان کی مصدقہ کتاب میں دیوبندی زر محمد لکھتا ہے:

”جاننا چاہیے کہ اجماع امت کا مخالف کافر اور دین سے خارج ہے۔“

(فتنہ قادیانیت، ص ۷۶، مکتبہ فاروقیہ)

(۴)ماسٹر امین صفدر اکاڑوی لکھتا ہے:

”آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والے کو شیطان اور دوزخی قرار دیا۔“

(تجلیات صفدر، جلد ۶ ص ۱۸۹، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(بحوالہ: حنفیت کے باغی دیوبندی وہابی، اول، ص ۶۲۳)

ان حوالہ جات کی روشنی میں قارئین کرام کے لیے یہ سمجھنا چنداں مشکل نہ رہا کہ ابن تیمیہ کا انجام کیا ہوا۔

ساجد خان وہابی کے منہ پر رفیع عثمانی کا طمانچہ

محترم قارئین! ساجد خان وہابی دیوبندی اپنے اس رسالہ میں لکھتا ہے:

”امام ذہبی، ابن ملیکانی، امام سیوطی وغیرہم نے امام ابن تیمیہ کو "مجتہد" تسلیم کیا ہے اور مجتہد اگر غلطی کرلے تو بھی ایک اجر کا مستحق ہے۔“

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر واسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۲)

حالانکہ ابوبکر غازی پوری وہابی دیوبندی اِبن تیمیہ کو مجتہد ماننے کو تیار نہیں، جیسا کہ وہ لکھتا ہے:

"مجتہد ہونا بچوں کا کھیل نہیں ہے شیخ الاسلام اِبن تیمیہ کو بھی یہ مقام حاصل نہیں تھا۔" (ارمغانِ حق، جلد دوم، ص ۸۸)

پھر بھی اگر ساجد خان وہابی دیوبندی اِبن تیمیہ کو مجتہد ثابت کرنے پہ بضد ہی ہو تو رفیع عثمانی وہابی دیوبندی ساجد خان وہابی دیوبندی کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"جس مسئلہ پر اجماع منعقد ہو چکا ہو وہ مسئلہ ظنی یا اجتہادی نہیں رہتا بلکہ قطعی ہو جاتا ہے، اس سے اختلاف کرنا فقہاء و مجتہدین کو بھی جائز نہیں، کیونکہ اس کی مخالفت در حقیقت امت میں پھوٹ ڈالنا ہے۔"

(فقہ میں اجماع کا مقام، ص ۱۵)

اب ساجد خان وہابی دیوبندی اور اسے چیلے چانٹے بتائے کہ کیا امت میں پھوٹ ڈالنے پر بھی کوئی اجر کا مستحق ہوتا ہے؟

ابن تیمیہ کو محدثین کافر کہتے ہیں

اور اب فتاویٰ عثمانی میں درج یہ سوال و جواب بھی ملاحظہ فرمالیں کہ موضوع کی مناسبت سے کافی اہم اور دلچسپ ہے:

"سوال:- بندۂ ناچیز نے مولوی محمد عمر صاحب کی ایک کتاب پڑھی ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کو بڑے بڑے محدثین معاذاللہ کافر کہتے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر بندۂ ناچیز کو اس حقیقت سے آگاہ کریں کہ جمہور علماء کی کیا رائے ہے؟ یا کوئی کتاب بتائیں جس میں

مولوی عمر کو مکمل جواب دیا ہو، بندہ آپ کے جواب کا منتظر رہے گا۔

جواب:- شیخ الاسلام ابن تیمیہ بڑے عالم گزرے ہیں، البتہ انہوں نے بعض مسائل میں جمہور فقہاء و محدثین اور علمائے امت سے اختلاف کیا ہے۔ جمہور امت نے ان کے تفردات کو قابل عمل نہیں سمجھا، اور اس بنا پر بعض حضرات نے ان کی تردید میں کتابیں بھی لکھی ہیں، ان کے مفصل حالات علامہ ابو زہرہ کی کتاب "ابن تیمیہ" میں مل سکتے ہیں، جس کا اردو ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔"

(فتاویٰ عثمانی، جلد اول، ص ۳۰۸، ۳۰۹)

سائل نے ایک کتاب سے منسوب کر کے لکھا کہ "ابن تیمیہ کو بڑے بڑے محدثین کافر کہتے ہیں" جس کا تقی عثمانی وہابی دیوبندی نے کوئی جواب نہیں دیا، اس قول کو غلط ٹھیرایا نہ اس کی تردید کی بلکہ خاموش تائید کر دی ہے۔ جس پر ابو عیوب وہابی دیوبندی کا یہ اصول قابلِ ذکر ہے، ملاحظہ فرمائیں، لکھتا ہے:

"اگرچہ یہ عبارت پیر نصیر الدین گولڑوی کی ہے مگر تبسم صاحب نے اسے رد کہیں بھی نہیں کیا پوری کتاب میں تو یہ اب تبسم کے گلے کی ہڈی ہے۔"

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس، ص ۲۰)

دیوبندیوں کے اسی اصول کو انہی کے منہ پر مارتے ہوئے ہم بھی کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ عبارت سائل کی ہے مگر تقی عثمانی وہابی دیوبندی نے اسے رد پورے فتویٰ میں کہیں نہیں کیا ہے تو اب بقول دیوبندی یہ تقی عثمانی وہابی دیوبندی کے گلے کی ہڈی ہے۔

بڑے بڑے فقہاء نے بھی کفر کا فتویٰ دیا

بڑے بڑے محدثین ہی نے نہیں بلکہ اِبن تیمیہ کی گستاخیوں اور زبان درازیوں کی وجہ سے بڑے بڑے فقہاء نے اس کے کفر کا فتوی دیا اور اس کو واجب القتل قرار دیا۔ یہ فقہاء دو چار نہیں تھے بلکہ ۱۸ فقہاء کی جماعت نے اسے کافر اور واجب القتل بتایا۔ چنانچہ غلام رسول مہر دیوبندی لکھتا ہے:

"۱۸ بڑے بڑے فقہاء نے حضرت امام (ابن تیمیہ) کے کفر کا فتوی دیا، اور سلطان کے پاس جا کر حضرت ممدوح کو واجب القتل بتایا۔"

(سیرت امام ابن تیمیہ، ص ۵۰)

جو اِبن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" کہے وہ کافر

ساجد خان وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"شیخ الاسلام اِبن تیمیہ کے رد میں ایک صاحب نے کتاب لکھی کہ ان کو "شیخ الاسلام" کہنا کفر ہے جس کے رد میں اِبن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے یہ کتاب "الرد الوافر علی من زعم بان من سمی ابن تیمیہ شیخ الاسلام کافر" جس میں ۸۰ سے بھی زائد علماء کے حوالے پیش کیے جو ابن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" کہتے ہیں۔"

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۱۰)

ساجد خان وہابی دیوبندی نے اپنی بد فہمی سے بقول اپنے ۸۰ سے زائد علماء کے اِبن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" کہنے یا اس کی تائید کرنے کو اِبن تیمیہ کے حق پر ہونے کی دلیل بنائی ہے، جو کہ اس کے اپنے ہی گھر کے اصول سے غلط ثابت ہو رہی ہے۔ کیونکہ اس کا اپنا ہی ایک مفتی یوں رقمطراز ہے:

"جب تبلیغ مروجہ مجموعہ بہ ہیئت کذائیہ کا بدعت ہونا محقق ہو گیا تو علماء کا موید ہونا اور شریک ہونا کچھ نافع نہیں، علماء کی تائید سے اگرچہ کثیر ہوں اور مشہور ہوں کوئی ناجائز امر جائز نہ ہو جائے گا۔"

(الکلام البلیغ، ص ۳۴۴)

معلوم ہوا کہ بقول ساجد خان وہابی دیوبندی ۸۰ سے بھی زائد علماء نے اگر ابن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" کہا یا لکھا، یا اس کی تائید کی بھی، تو دیوبندیوں کے اپنے ہی اصول کے مطابق ان علماء کے کہنے سے ابن تیمیہ کا کفر اسلام نہیں ہو جائے گا۔

نیز محمود حسن دیوبندی کہتا ہے:

"مولانا شمس الدین افغانی کی کتاب "الجواہر البہیہ علی شرح العقائد النسفیہ" برائے نام شرح ہے، اصل میں تو وہ ابن تیمیہ پر رد ہے۔ البتہ مولانا شبیر احمد عثمانی ابن تیمیہ کے معتقد ہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری بذل المجہود میں بعض جگہ ان کو (یعنی ابن تیمیہ کو) شیخ الاسلام کہہ کر ان کا کلام نقل کرتے ہیں۔ بعض جگہ ان کی بات نہیں لیتے مگر ذیل تذکرۃ الحفاظ ص ۳۱۶ میں نقل کیا ہے، جو شخص ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہے اس پر کفر کا حکم ہے۔"

(ملفوظات فقیہ الامت، قسط سابع، ص ۴۱)

اور محمود عالم صفدر دیوبندی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"ابو عبد اللہ علاء الدین بخاری الحنفی فرماتے ہیں جس نے ابن تیمیہ پر شیخ الاسلام کا اطلاق کیا وہ کافر ہے۔"

(تسکین الاتقیاء، ص ص ۱۲۴)

دونوں محمود (محمود حسن اور محمود عالم) کی تحریروں سے واضح ہو گیا کہ ابن تیمیہ کو

"شیخ الاسلام" کہنے/لکھنے والا کافر ہے۔ جبکہ خود ان کے ہی علماء اِبن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" کہتے اور لکھتے ہیں۔ بطور مشتے نمونہ از خروارے چند وہابیوں دیوبندیوں کے نام بمع تحریر ہدیۂ قارئین ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ابن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" کہنے والے دیوبندی

(۱) امام اہلِ بدعت سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

"چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔"

(تسکین الصدور، ص ۱۳۶)

دوسرے مقام پر لکھتا ہے:

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس حدیث کی تحقیق" (ایضاً ص ۱۱۲)

اور ایک جگہ لکھتا ہے:

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ" (ایضاً ص ۱۵۷)

(۲) ساجد خان وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے" (کردار یزید ص ۲)

(۳) دیوبندیوں کا محقق زباں محمد عیسی لکھتا ہے:

"شیخ الاسلام فی کتابہ منہاج السنۃ" (القول السدید، ج ۵۱)

"یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج السہ میں فرماتے ہیں۔"

(ایضاً ص ۵۳)

(۴) زکریا کاندھلوی کہتا ہے:

"رازی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ وغیرہ (صحبتے با اولیاء ص ۱۵۱)

(۵) محمود حسن گنگوہی کہتا ہے:

”حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری بذل المجہود میں بعض جگہ ان کو (ابن تیمیہ کو) شیخ الاسلام کہہ کر ان کا کلام نقل کیا ہے۔“

(ملفوظات فقیہ الامت، قسط سابع، ص۴۱)

(۶) منظور نعمانی دیوبندی لکھتا ہے:

”شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے تلامذہ“

(محمد ابن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق، ص۵۰)

ایک جگہ یوں لکھتا ہے:

”حضرت ممدوح نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ“ (ایضاً، ص۵۰)

”تفقہ فی الدین میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ“ (ایضاً ص ۱۲۴)

علاوہ ازیں اس رسالہ میں مزید متعدد مقامات پر ابن تیمیہ کو ”شیخ الاسلام“ لکھا ہے۔

(۷) ابوبکر غازیپوری دیوبندی لکھتا ہے:

”شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی تقریباً“ (ارمغان حق، اول، ص۳۲۵)

نیز لکھتا ہے:

”شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی ان“ (ارمغان حق، اول، ص۳۲۵)

(۸) محمود ندوی کیرانوی لکھتا ہے:

”ان دونوں (ابن تیمیہ اور ابن قیم) شخصیات کو دنیا بھر کے علمائے کرام اور مسلمان ”شیخ الاسلام“ کے نام سے جانتے ہیں۔“

(بریلویت کی خانہ تلاشی، ص۱۲۸)

(۹) الیاس گھمن وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

”شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ“

(المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ، ص ۴۲)

(۱۰) تقی عثمانی وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ بڑے عالم گزرے ہیں۔"

(فتاویٰ عثمانی، جلد اول، ص ۳۰۹)

(۱۱) عبدالرحیم چاریاری وہابی دیوبندی لکھتا ہے:

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔"

(اکابر کا حقیقی مسلک و مشرب، ص ۱۵۶)

(۱۲) غلام رسول مہر دیوبندی لکھتا ہے:

"مجھے شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ"

(سیرت امام ابن تیمیہ، ص ۵)

ان وہابیوں دیوبندیوں کے علاوہ دیگر بے شمار علماء دیوبند ہیں جو ابن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" کہتے اور لکھتے ہیں۔ اور گھر کے فتوے سے کفر کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔

ایسے اسلام کو سلام

ممدوح علماء دیوبند زاہد الکوثری ابن تیمیہ کے متعلق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

ومع ہذا کلہ، ان کان ھو لا یزال یعد شیخ الاسلام، فعلی الاسلام السلام (الاشفاق علی احکام الطلاق، ص ۲۸۴)

یعنی: ان سب باتوں کے باوجود اگر انہیں آج بھی شیخ الاسلام مانا جائے تو ایسے اسلام کو سلام

ممکن ہے کہ وہابی دیوبندی کوئی راہ نہ پا کر زاہد الکوثری سے اپنا دامن بچانے کی بے جا کوشش کرے۔ اس لیے یہ بھی واضح کر دیتا ہوں کے دیوبندیوں کے نزدیک ان کا

کیا مقام ہے۔ چنانچہ انوار خان قاسمی بستوی دیوبندی نے زاہد الکوثری کا تعارف ان الفاظ میں کیا ہے:

”خلافت عثمانیہ کے نائب شیخ الاسلام، عبقری دوراں، امام وقت، مجاہد ملت، محقق غواص، محدث وقت، فقیہ و مؤرخ، مناظر و فلسفی محمد زاہد الکوثری کا نام ملت مسلمہ کے ان علماء میں ہے جنھوں نے اپنی زندگی کو مختلف فتنوں سے مقابلہ کرنے کے لیے وقف کر دیا تھا۔“

(غیر مقلدیت، الحاد کا دروازہ، ص ۸)

اتنے القاب سے یاد کیے جانے والے ممدوح علماء دیوبند نے ابن تیمیہ کے کارناموں کے پیش نظر صاف شفاف لفظوں میں لکھ دیا کہ اب بھی اگر اسے شیخ الاسلام مانا جائے تو ایسے اسلام ہی کو سلام۔

یہاں ایک اور وضاحت کر دوں کہ جس اسلام کے یہ وہابی دیوبندی ٹھیکہ دار بنے پھرتے ہیں، دراصل وہ اسلام ہی نہیں۔ اور یہ کوئی الزام یا گڑھی ہوئی بات نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ جس کا اعلان خود ان وہابیوں دیوبندیوں کی کتاب میں ہے۔

اسلام وہ نہیں ہے جس کے ٹھیکہ دار یہ لوگ ہیں

چنانچہ دیوبندیوں کے امام انقلاب عبید اللہ سندھی دیوبندی کے سوانح نگار پروفیسر سرور کے حوالے سے رضوان دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

”وہ (یعنی مولوی عبید اللہ صاحب) جان گئے کہ اسلام وہ نہیں ہے جس کے ٹھیکہ دار یہ لوگ ہیں۔“

(مولانا عبید اللہ سندھی کے افکار، ص ۱۱۸)

”یہ لوگ“ سے مراد کون لوگ ہیں؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”یہ لوگ “یعنی مولانا انور شاہ کشمیری، مفتی عزیز الرحمن صاحب، مولانا حبیب الرحمن اور مولانا شبیر احمد صاحب وغیرہم حضرات جس اسلام کے ٹھیکہ دار ہیں، مولوی عبید اللہ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ سرے سے وہ اسلام ہی نہیں ہے۔“

(مولانا عبید اللہ سندھی کے افکار، ص ۱۱۸)

لہذا علماء دیوبند اگر ابن تیمیہ کو اپنے خود ساختہ اسلام کا شیخ الاسلام مانتے ہیں تو دیگر بات ہے۔

ساجد خان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

اور اب ساجد خان وہابی دیوبندی کی ضیافت کا سلسلہ ختم کیا جائے اس سے قبل عبد الاحد وہابی دیوبندی کا یہ اصول ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتا ہے:

”مشہور اصول ہے کہ کفر و گستاخی کی تائید و دفاع کرنے والا بھی اصل کے حکم میں ہوتا ہے۔“

(داستانِ فرار، مکتبہ مدینہ دیوبند، ص ۹۲)

دیوبندیوں کے اس مشہور اصول سے ابن تیمیہ (جس کی مٹی خود اکابر و علماء دیوبند ہی نے پلید کی ہے) اس کی تائید اور دفاع کر کے ساجد خان وہابی دیوبندی اپنے ہی پیر پہ کلہاڑی مار کر کہاں جا پہنچا، یہ بتانے کی قطعی حاجت نہ رہی کیونکہ سارے حالات و معاملات شیشے کی طرح صاف ہے۔ اس کے علاوہ ساجد خان وہابی دیوبندی نے اپنے اس رسالہ میں ابن تیمیہ کو کلمہ ترحم ”رحمۃ اللہ علیہ“ کے ساتھ ذکر کیا ہے، جیسے ایک جگہ ابن تیمیہ کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”اسلاف کی پیروی میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل ادب و

احترام کرتے ہیں انہیں اکابر اہل السنۃ میں سے مانتے ہیں۔"

(شیخ الاسلام ابن تیمیہ اکابر و اسلاف اور بریلوی اکابر کی نظر میں، ص ۲)

حالانکہ اس کے اکابر و اسلاف ابن تیمیہ کو کیا سمجھتے ہیں یہ اس کتاب میں منقولہ اقتباسات و حوالہ جات کے ذریعے آپ حضرات بھی جان چکے ہیں، بہر حال! ان باتوں سے صرف نظر کر کے بتانا یہ ہے کہ ابن تیمیہ کو رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر ابن تیمیہ کے ساتھ ساجد خان وہابی دیوبندی نے بھی کفر کے گڑھے میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے، کیونکہ منیر احمد دیوبندی وہابی لکھتا ہے:

"جس کی تکفیر کی جائے اس کو رحمۃ اللہ علیہ لکھنا اور کہنے کا عقیدہ رکھنا ایسا آدمی خود اس تکفیر سے نہیں بچ سکتا۔"

(اکابر دیوبند کیا تھے؟، ص ۹۸)

وما علینا الا البلاغ المبین

ابو عذرا محمد نعیم الدین رِفعت برکاتی کی اصلاحی رسائل جو انٹرنیٹ پر موجود ہیں
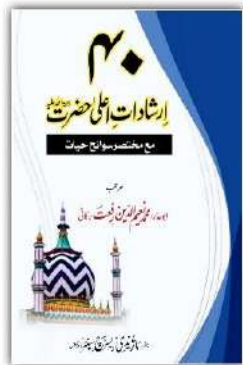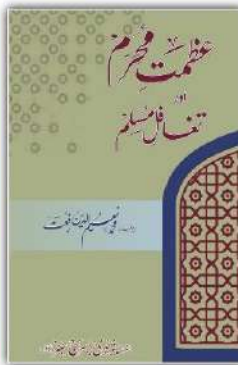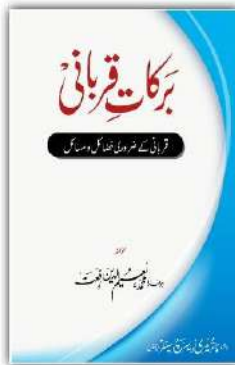
رَدِّ بدمذہب پر چند رسائل
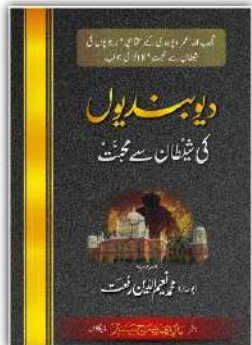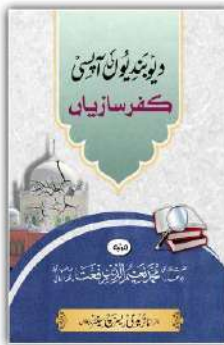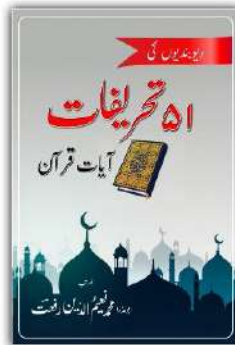
اس کے علاوہ بھی متعدد رسائل انٹرنیٹ پر موجود ہیں اور مزید اپلوڈ کیے جائیں گے۔

Link 1: https://rifatbarkati.blogspot.com/2020/04/my-books.html?m=1
Link 2: https://rifatbarkati.blogspot.com/2022/07/blog-post.html?m=1